Nāṣir ʻAlī, Mīr

Naẓm-i jalūsiyah

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۹۰۲

نظم جلوسیہ

بیا کز ہر نگاہے در دلم جوشِ دعا بینی
بیا کز ہر خرامے رعشۂ آبِ بقا بینی

یہ مجموعۂ نظم یادگار تہنیت جشن دہلی تیار ہوا ہے - اس میں اصناف سخن میں ہر طرز کا کلام ہے - اساتذہ کا کلام جو تہنیت میں میری نظر سے گذرا ایک ہی قسم ایک ہی رنگ اور اکثر ایک ہی اُستاد کا دیکھا گیا - اس مجموعہ میں لکھنے والوں نے اقسام شاعری میں محنت کی - قدیم و جدید - شاعرانہ و نیچرل - سادہ و صاف - تعلّی و مبالغہ - ہر طرز میں لکھا - کسی نے مادۂ تاریخی پیدا کرنے میں کمال کیا - کسی نے خوش بیانی کا حق ادا کیا کسی نے تاریخ لاجواب نکالی تو کسی نے دادِ فصاحت دی - غرض ہر شخص کا طرزِ بیاں جُدا

جُدا رہا ے از یک کرشمۂ کہ تو کردی بکوہ و دشت * مجنوں جدا ہلاک شد و کوہ کن جُدا *

لیکن اصنافِ سخن میں طرز سے ایک ہی طرز پیدا ہوتی ہے تو اس مجموعہ سے کہ تمام اہلِ سخن کو اس تقریبِ مبارک کی وہ خوشی ہے کہ بیان سے باہر جسطرح ثنائے پروردگار میں زبانیں ہزار ہوں

تو بھی بات ایک ہی پیدا ہوتی ہے یعنی حمد - اسی طرح اس مجموعہ سے غرض ایک یعنی اظہارِ عقیدت
مگر اظہار کا طرز علیحدہ علیحدہ ہے ع در اقسامِ سخن قالی و حالے * نمودہ قدرتِ قادر خیالے *
یہاں آپ پوچھیں گے کہ یادگارِ جشن کیلئے نظم ہی کیوں موزوں سمجھی گئی ؟ میں نے دیکھا کہ ہماری
زبان میں نظم سے کوئی چیز بہتر نہیں - نظم میں جو سحر بیانی ہو سکتی ہے نثر میں ممکن نہیں ع
شعر ہست لطیفۂ الٰہی * مضمون سپیدی و سیاہی * از نغمہ دریں بلند قانوں * خارج شود آنچہ نیست موزوں
شعر ہست ترازوے زباں را * وزنے نبود دریں جہاں را * چنگ است فلک سخن صدایش * از چنگ غرض
بود ندایش * - آپ ہی انصاف سے کہیں کہ جب یہ سامان ہوا اور تقریب ایسی مبارک اسکے لئے
نظم کس قدر موزوں ہے ع چو اسباب چنیں آمادہ باشد * ستم باشد کہ دفتر سادہ باشد *
یہ سمجھ کر میں نے اپنے دوست آشناؤں کو لکھا کہ اس تقریب میں جس سے جو لکھا جائے لکھے
ایسے وقت میں چپ رہے ع بریں خرم دلی پژمردگی چیست * بدیں آتش دمی افسردگی چیست *
جن صاحبوں نے اس تقریبِ مسرت میں لکھا انکا شکریہ عرض ہے اور مبارکباد ہے کہ انکی محنت بر آئی
یعنی اب یہ مجموعۂ نظم تیار ہو کر پیشکش بندگان خداوند نعمت معلی القاب حضور لارڈ کرزن
دام اقبالہم ہوتا ہے - اہلِ سخن کیطرف سے حضور کے حق میں دعا ہے ع

بختِ تو بہارِ بے خزاں باد | عالم ز تو رشکِ بوستاں باد
گردوں ہمہ چشم باد از انجم | دز چشم بدت نگاہباں باد
بزمت کہ مقرّ آرزو ہاست | با وسعتِ خلد ہم عناں باد
در فکر دماغِ ہوشمند اں | ایں ذکر طراز ہر زباں باد
اے سایۂ تو پناہِ عالم | یارب کہ مباد سایہ ات کم

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قصیدہ در تہنیت جشن تاجپوشی ملک معظم شہنشاہ ہندوستان و انگلستان اعنی عالیجناب
اڈورڈ ہفتم دام ملکہم و اقبالہم - از تصنیف شاعر نازک خیال سخنور بے مثال مسیحائے زمان
فخر الحکما علیم سید محمد مہدی کمال طبیب اعلیٰ راج تروا ضلع فرخ آباد خلف الصدق
علامۂ زمان محقق دوران سرآمد سخنوران باکمال فخر شعرائے ماضی و حال حضرت حکیم
سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی ادام فیضہم اللہ التعال ٭

شب گذشتہ میں نیند آگئی جو مشفق من — تو خواب مین نظر آیا وہ نور کا گلشن
جہان ہے تخت پر اک تاجپوش جلوہ نما — کہ جسکے جلوہ سے گلشن ہے وادیِ ایمن
دکھا رہا ہے تجلّی عجب رُخِ تابان ٭ — خدا کی شان ہے یا آفتاب ہے روشن
کھڑی ہیں سامنے اوسکے ادب سے کچھ پریان — صبا ہے رقص کنان بلبلین ہین چہچہ زن
وہان ہین جمع کچھ ایسے حسین غیرت حور — ملک فریفتہ ہون دیکھ لین جو اونکی پھبن
ملے ہوئے ہے کوئی عطر اپنے کپڑون مین — شمیمِ گل سے بسا ہے کسیکا پیراہن
ہجوم چار طرف ہے سب طرح کے لوگون کا — کوئی ہے حسن پرست اور کوئی عاشق تن
بہار دیکھکے خندان ہے شکلِ گل کوئی — کوئی ہے نالہ کنان شکلِ عندلیبِ چمن

جو تھے ملول وہ خوش ہیں مقامِ عبرت ہے — جو زار زار تھے گریان وہ آج ہین خندان
وہ کام صبر و تحمل سے آج لیتے ہین — تڑپ تڑپ کے جو کرتے تھے نالہ و افغان
یہ انقلاب ہوا ہے سکونِ قلب کی شکل — عیان ہے راحت و آرام درد ہے پنہان
بلند ہین اوسی دل سے خوشی کی آوازین — ہمیشہ جس سے نکلتی تھی نے کی طرح فغان
نہین ستاتے وہ اب دلکو چین دیتے ہین — بنے تھے پہلوؤن مین دل کی شکل جو پیکان
لگی ہے مُہرِ خموشی لبون پر اون کے آج — جگر کے درد کی شدت سے تھے جو نالہ کنان
شگفتہ ہوگئے وہ پھول جو تھے پژمردہ — چمن کا رنگ تو دیکھو بہار پر ہے خزان
کبھی نہ تھی وہ گلستان مین نالہ کش گویا — خموش ہوگئی اسطرح بلبلِ نالان
ہوا ہے فرطِ خوشی سے یہ خشک دیدۂ تر — کہ اب اوٹھا نہین سکتا ہے اشک کا طوفان
بجائے آب برستے ہین درہم و دینار — اثر خوشی کا دکھاتی ہے شدتِ باران
جو خون پی گئے تھے سب وہ اُگلے دیتے ہین — نکال دی ہے مگر ور سے خنجرون نے زبان
دعائین مانگ رہی ہے یہ زال دنیا بھی — پھر ایکبار زلیخا کی طرح ہوا ہین جوان
نگاہ جسطرف اوٹھ جاتی ہے دکھاتی ہے۔ — عجیب صورتین صنعت کی قدرتی سامان
ہوئے ہین تخت نشین تاجور شہ اڈورڈ — نہ اب وہ رنگِ جہان ہے نہ وہ زمین و زمان
شکوہ و دبدبۂ و فر و دولت و اقبال — ہر ایک دست ادب بستہ تابعِ فرمان
کھنچا ہوا ہے مرقعِ طلسمِ دلکش کا — کرشمہ ساز ہین سامان نظر فریب سمان
نظر سے حسن جو ایسا کبھی نہ دیکھا تھا — تو گم ہین ہوش و حواس اور عقل ہے حیران

قطعہ تاریخ تخت نشینی ملک معظم شاہ برطانیہ قیصر ہند اعنی
عالی جناب اڈورڈ ہفتم دام ملکہم و اقبالہم از تصنیف حکیم سید محمد مہدی
صاحب کمال خلف الصدق حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب
جلال لکھنوی

لو مبارک بیٹھے ہین اڈورڈ ہفتم تخت پر — آج دنیا مین ہین سامان خوشی پیش نگاہ
اے زہے اوج و تعلی حبذا شان عروج — مہر کہتی ہے نگہ ان کو کبھی کہتی ہے آہ
مرتبہ اقبال کا اب اور دونا ہو گیا — آنکھ سے قدمون کے بوسے لے رہے ہین عز و جاہ
ذرہاے خاک مین پیدا ہوئی ہے وہ ضیا — کب ٹھہر سکتی ہے ٹھہرائے سے انجم کی نگاہ
کیا خوشی کو ہے خوشی کیسا مسرت کو سرور — نغمۂ شادی سے بدلی ہے صدائے آہ آہ
اب نظر آتا ہے عالم اور حسن و عشق کا — عاشق و معشوق مین کس لطف کی ہے رسم و راہ
ایسی حاصل تھی بھلا جمعیتِ خاطر کہان — اب بگڑتی ہی نہین بنکر کوئی زلفِ سیاہ
عہد مین انکے جگہ کرتی ہے ہر دل مین خوشی — رنج و غم جتنے ہین وہ پھرتے ہین برباد و تباہ
بیوفاؤن مین وفا کی شان پیدا ہو چلی — لطف کی نظرین ہین شاہد مہر کی چتون گواہ
راستی پر آگئے ہین انقلاباتِ جہان — اب فلک کے دور مین آزار دینا ہے گناہ

کمال تہنیتِ جشن کی پڑھو تاریخ
اُوجالا چارون طرف ہے جلا چراغِ جہان
۱۹ ۶ ۰۳

مطبعہ فاروقی پریس دہلی

	[illegible] [illegible] [illegible]	

[illegible] [illegible]		[illegible] [illegible]

	[illegible]	
	[illegible] [illegible] [illegible]	

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]		[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

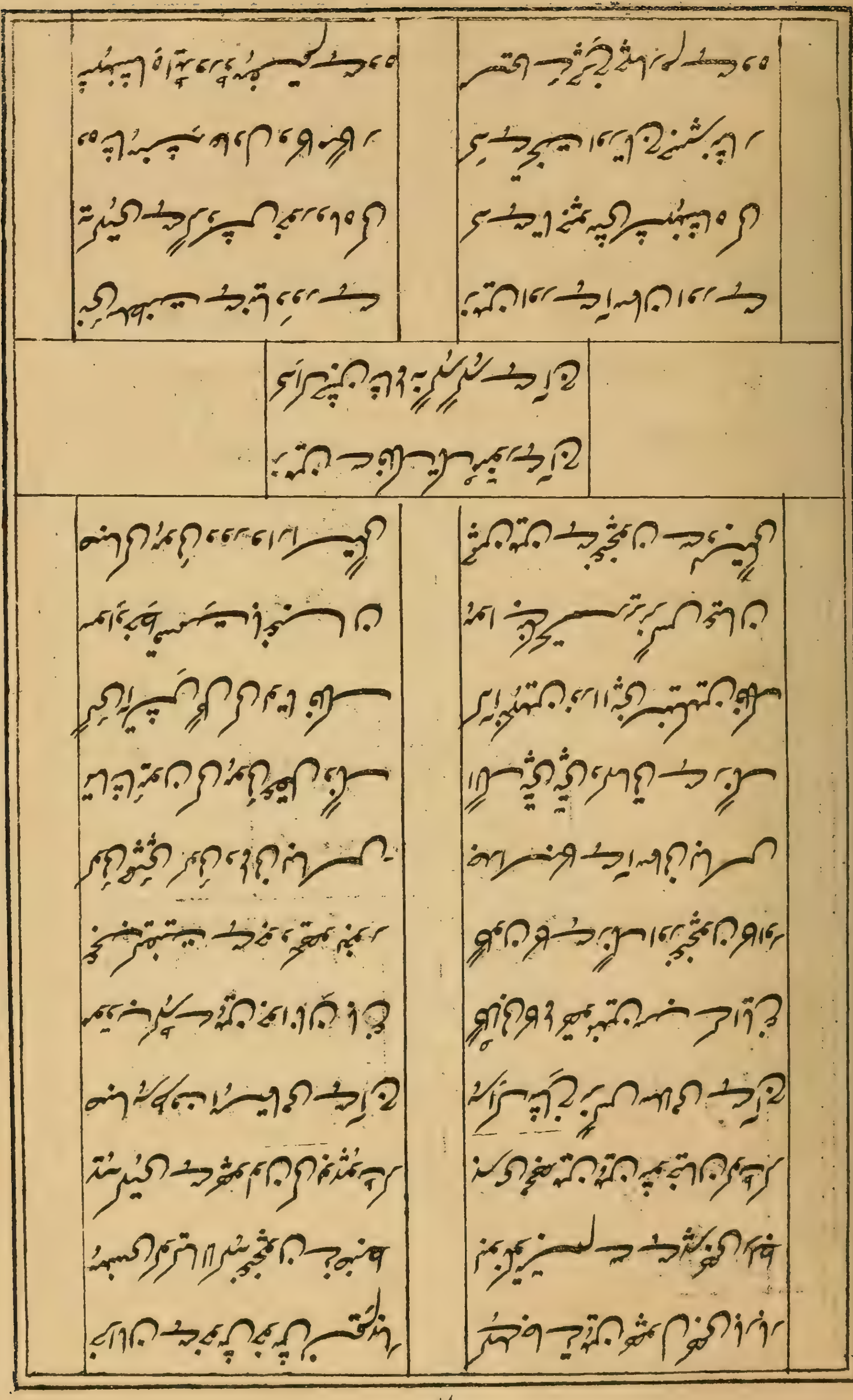
[illegible]

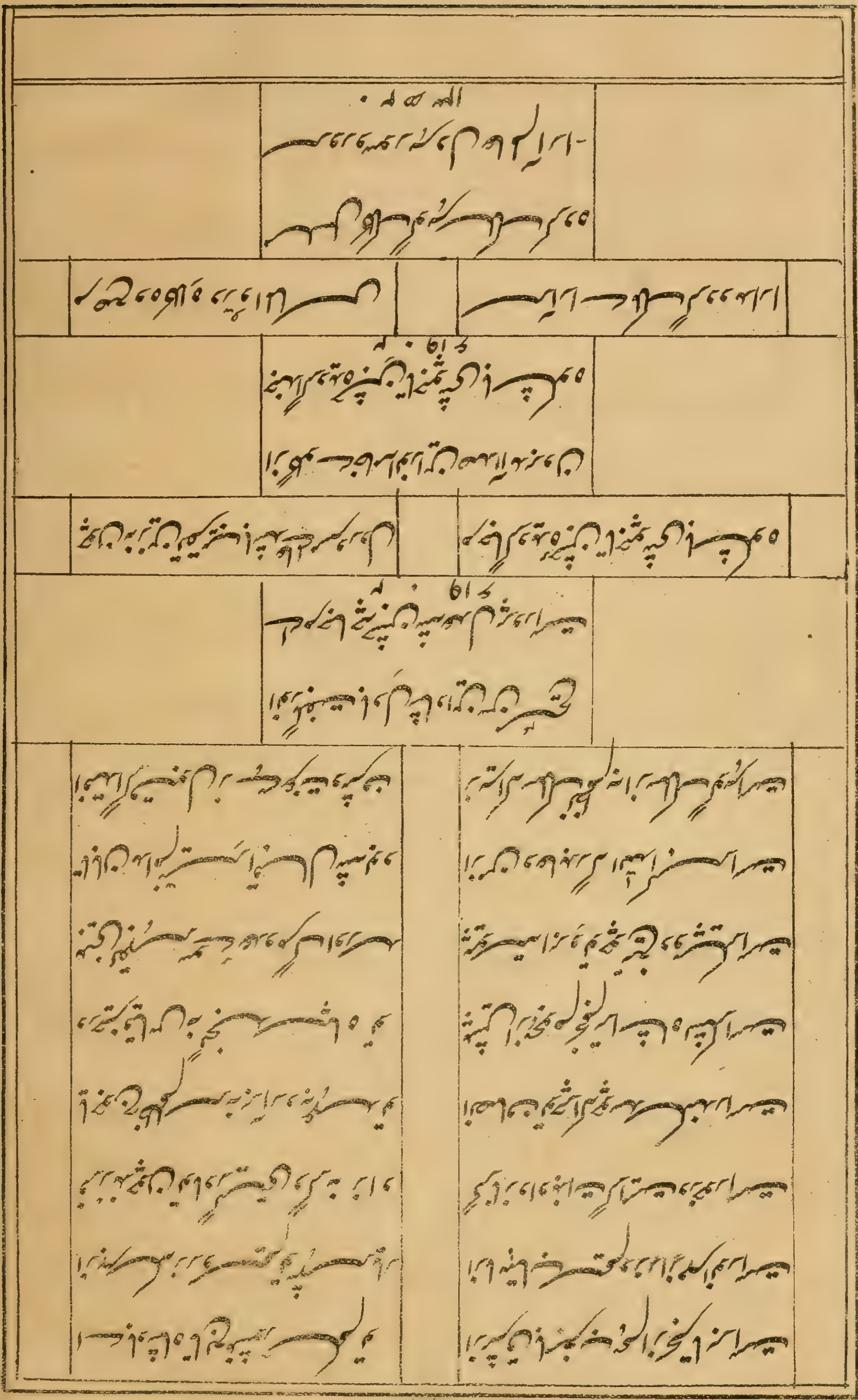
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]





ایضاً اُردو

تم سلامت رہو شہنشاہ ہند

۱۹۰۲ء

وقفِ حیرت تھا مین مدت سے کہ مہر آسمان
طشت زرین تاج زرین لیکے جاتا ہے کہان

جستجو کسکی ہے اسکو کسکی ہے اسکو تلاش
ڈہونڈھتا پہرتا ہے آخر کسیکو زیر آسمان

کون ہے ایسا وہ عالیشان جسکے واسطے
شاہ انجم ایک پیادہ کی طرح سے ہے دوان

ہر کس و ناکس سے جب اسکا کیا مینے سوال
اور اِک حیرت سے ہوئی حیرت مین پیدا ناگہان

ایک صاحب نے کہا تو غور سے اسکو تو دیکھہ
یہ تو ساکن ہے اسے تو کہہ رہا ہے کیون روان

متفق اسپر ہین سارے فیلسوفانِ جدید
اسکی یہ رفتار ہے دہوکا نظر کا بے گمان

جسطرح ہو ریل پر کوئی مسافر گر سوار
ہو دوان ریل اور نظر آئے کنارہ ہے روان

سنکے قولِ فیلسوفان جدید آیا عجب
کہلکہلا کر ہنس پڑا اسبات پر مین ناگہان

تا لکہ خندہ کو پہر مینے کیا اسنے سوال
خیر جو ہو تاج زرین تو لیے ہے بیگمان

منتظر تو ہے کسی ذیجاہ کا یہ چرخِ پیر
ڈہونڈہتا تو ہے کسیکو دلمین مہر آسمان

سنکے فرمایا کہ ہان اسمین نہین کوئی کلام
پر جواب اِسکا بہت آسان ہے اے نکتہ دان

ہے مثل جو بندہ یابندہ رہے اسکے نصیب
آج قسمت سے رسائی ہوگئی اسکی وہان

ہے جہان آراستہ پیراستہ جشنِ طرب
جسجگہ ہے شادمان ہر طفل و ہر پیر و جوان

صورتون سے اہل مجلس کی عیان ہے رعب داب
رنگِ محفل کہہ رہا ہے یہ جشنِ خسروان

اکطرف ہین بزم مین شہزادگان نامدار
اکطرف کو والیان ملک ہین جلوہ کنان

نامور ہین ہفت شاہ ہفتمین سے دہر مین
ہفت خط و ہفت رنگ و ہفت جوش و ہفت خوان

ہے فلک پر آج دربار معلےٰ کا دماغ
بنگیا آرائشون سے اپنی یہ قصر جنان

آج اس جشن طرب کی ہے جہانمین ہوم دھام
ایک عالم کا ہے عالم شادمان و کامران

فرش ایوانکی صفائی پر پھسلتی ہے نگاہ
فرش مخمل کی بھی دلکش ہین عجب رنگینیان

آسمان بھی اس خوشی مین کر رہا ہے رقص آج
گوکہ بوڑھا ہے مگر ہے سو جوانون کا جوان

آفتاب و ماہتاب اس بزم کے ساغر ہین دو
لوٹئی گردون بھی بہر رقص آئی ہے یہان

روشنی کا اسقدر اللہ اکبر انتظام
یہ کنول یہ جھاڑ یہ فانوس اتنی ہانڈیان

آج یہ خطہ بنا ہے ایک بقعہ نور کا
ہو رہا ہے وادی ایمن کا ہر اک کو گمان

سچ ہے کیا ذرہ کو نسبت آفتاب چرخ سے
جشن جمشیدی کہان اور جشن ایڈورڈی کہان

جوش دل سے ایک مطلع اور وہ رنگین پڑھون
ہو بجائے نغمہ سنجی عندلیب بوستان

مطلع

کیون نہ دیکھے چشم انجم سے تماشا آسمان
ہو رہا ہے دہر مین جشن شہ ہندوستان

نیر اقبال و دولت گوہر جاہ و جلال
رونق تاج و نگین و زینت افزائے جہان

سیلتین ناوک فگن لشکر شکن شمشیر زن
تاج بخش و باجگیر و دادہ کشورستان

زور اور طاقت مین رشک رستم و اسفندیار
عدل اور ہمت مین فخر حاتم و نوشیروان

رائے روشن کا ہے تیری ایک ذرہ آفتاب
قصر عالی شان کا تیرے ایک زینہ آسمان

بزم عالی کی نہ کیون ہون اسطرح آرائشین
ہے وزیر شاہ ایسا کون وہ عالی نشان

لارڈ کرزن ویسرائے ہند عالی مرتبت
مامن عالم گورنر جنرل ہندوستان

آپ ہی کے دم سے ہے دربار دہلی کی یہ دہوم
آپ ہی تو اسجگہ ہین نائب شاہ جہان

دے قصیدہ کو نہ اتنا طول بس خامہ کو روک
کر دعائے شاہ پر ختم انور شیرین زبان

آفتاب اقبال شہ کا روشن و تابان رہے
یا الہ العالمین جب تک ہے قائم آسمان

عرض چند اشعار جو یہ خدمت والا مین ہین
گر قبول افتد زہے عز و شرف اے حکمران

اس ہمایون جشن کی تاریخ اے انور کہو
لو مبارک تاجپوشی شہ ہندوستان

ایضاً

ہوئے ایڈورڈ ہفتم تاجپوش اب شان و شوکت سے
شہنشاہ جہان ہے قاف سے تا قاف جنکا راج

کہی انور نے اس تقریب کی تاریخ برجستہ
مبارک باسلامت ہو یہ جشن تاجپوشی آج

۱۹۰۲ ء

قصیدہ مدحیہ تاریخی در تہنیت جشن تاجپوشی حضرت ظل سبحانی - آفتاب سپہر مملکت - خورشید سیمائے سلطنت - انجم سپاہ - کیواں کلاہ - فریدوں فر - جمشید ظفر - سکندر صولت - دارا منزلت - کیقباد حشم - خسرو خدم - قیصر اعظم سلطان المعظم - خسرو اعظم - عالیجناب خداوند نعمت حضور ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہندوستان و انگلستان خلد اللہ ملکہم و دولتہم - از جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

بڑے زوروں پہ آئی ہے بہار باغ ہندستاں ۔ جسے دیکھو گل شاداب کی صورت ہے وہ شاداں

ہر اک جھونکا ہوائے معتدل کا ہے طرب آور ۔ گرے ہی پڑتے ہیں شاخوں کے ہلنے سے گل خنداں

پئے گلگشت دیوانے بھی اٹھے دل میں یہ کہہ کر ۔ کہاں کا شوق دیدار اور کہاں کا کوچۂ جاناں

میان میکدہ ساقی کی رندوں پر عنایت ہے ۔ کسی سے کوئی پیماں ہے کسی سے ہے کوئی پیماں

فدا کرتی ہے قمری اپنا دل حسن صنوبر پر ۔ عنادل رنگ گل پر کرتے ہیں خون جگر قرباں

مٹا دور خزاں یوں آمد فصل بہاری سے ۔ اوڑا دے موج صرصر جسطرح خار و خس بستاں

طیور آپس میں خوشیاں کر رہے ہیں کس قیامت کی ۔ یہ صحن بوستاں ہے یا کہ ہے بزم پریزاداں

گل خودرو کے فیض نامیہ سے ایسی کثرت ہے ۔ ہوئی عشاق کو مشکل رسائی تا در جاناں

چلے آتے ہیں معشوقان عالم سیر گلشن کو ۔ شمیم گل ہے سرگرداں برائے خاطر مہماں

تجلی ماہ کے صدقے صفائی نہر گلشن پر ۔ ہے جسکے روبرو آئینۂ خورشید بھی حیراں

بیاں ہو کس زباں سے قوت پرواز بوئے گل ۔ پہونچ جاتی ہے یہ ہر اک نفس میں تا بہ انگلستاں

پلٹ کر وہاں سے پھر عالم کو یہ مژدہ سناتی ہے — کہ تخت و تاج کا مالک ہوا ہے آج وہ سلطاں
کہ جس کا نام مشہورِ جہاں ایڈورڈ ہفتم ہے — تجلی بخشِ لندن نورِ چشمِ ملکۂ دوراں
یہ ایسا بادشاہِ معدلت گستر ہے دنیا میں — کہ جسکے در کا ہے انصاف بھی ادنیٰ سا اک درباں
جلالت اسکی ہنگامِ سفر یوں ہند میں پھیلی — ابھی تک شیر مارے خوف کے جنگل میں ہیں پنہاں
اگر اس شاہ کی ہیبت کا شہرہ کچھ بھی ہو جائے — ہوا ہو جائے میدانِ وغا میں فوجِ بے پایاں
اماں کا دور دورہ یہ ہے اس شہ کے زمانے میں — کہ جورِ چرخِ دوں پرور سے بھی بےخوف ہے انساں
شہا تیرے کرم کی دھوم ہے سارے زمانہ میں — بجا ہے گر کہیں سب تجکو رشکِ حاتمِ دوراں
یہ کارِ نو ہوا اس عہد میں تیری شجاعت سے — کہ روحِ رستم و سہراب بھی ہے تابعِ فرماں
بہی خواہانِ دولت کو اگر تیرا اشارہ ہو — عدو پر اس طرح جائیں کہ آئے جس طرح طوفاں
یہ ادنیٰ فیض ہے اے شاہ تیری مہربانی کا — مٹا ہے صورتِ حرفِ غلط داغِ دلِ سوزاں
فتوحاتِ شہنشاہانِ ماضی چیز ہی کیا ہیں — تری ہمت کے آگے اے خدیوِ ہند و انگلستاں
کرے اک پل جو نظارہ تری حسنِ حکومت کا — عدم میں روحِ اسکندر ہو شکلِ آئینہ حیراں
کیا حلقہ بگوش اُنکو شہا تیری حکومت نے — اگرچہ اہلِ افریقہ تھے سب فرعونِ بے ساماں
چلے جاتے ہیں عاشق تیرے اے شاہِ کرم گستر — کہ دہلی میں ہے ان روزوں بہارِ کوچۂ جاناں
ترے دربار نے پھونکی ہے پھر سے روح آبادی — وگرنہ شہرِ دہلی تھا مثالِ پیکرِ بے جاں
عدم سے آئیں ہیں روحیں شہنشاہانِ ماضی کی — کہ ہوں دربار کے اوج و تجمل پر بلا گرداں
تصور بھی کسی کا بے ادب آئے تو مجرم ہو — سزا دے اسکو خاطر خواہ اس دربار کا درباں

جنھیں دیکھو وہ اس جشنِ مسرت زا سے خوش خوش ہیں
جنھیں دیکھو وہ ہیں اپنی جگہ پر تہنیت گویاں

ہوئی ہے عید میں اور اک مہِ عید طرب افزا
خوشی میں کیوں نہوں جامے سے باہر اہلِ ہندستاں

فلک پر خسروِ خاور میں جب تک ہے ضیا باری
حکومت تیری روز افزوں ہے دنیا میں اے سلطاں

عدو تیرے بُویروں کی طرح سے شکِ غم رو دیں
ہمیشہ دوست تیرے ہند و لندن میں رہیں شاداں

مسرت میں لکھا یوں مصرعِ تاریخ محشر نے
مبارک قیصرِ عالم کو ہو تاجِ گہر افشاں
۱۹ء

قطعهٔ تاریخی جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکهنوی

بهارِ بی‌خزان آمد زمانه حسرت آگین شد
بیا ای ساقیِ مهوش ز مَی لبریز کن ساغر

بده جامی کزان وُ زود نگه را لاله و نرگس
بده جامی کزان گردد خجل رخسارهٔ دلبر

بده جامی که در آبِ خجالت تر کند مه را
بده جامی که سازد خیره چشمِ خسرو خاور

بده جامی که بُنیادِ الم را برکَنَد از پا
بده جامی که انجامش بود دائم طرب آور

بده جامی که شیرین باشد از قندِ لبِ شیرین
بده جامی که باشد از دلِ فرهاد نازک‌تر

بده جامی کزان یک جُرعه اندر خواب اگر نوشم
رود عقلم بدربارِ خدیوِ معدلت گستر

شهِ ایدورڈ هفتم جانشینِ ملکهٔ دوران
که در بزمش بدل آئینه سازی کرد اسکندر

اگر در محفلِ عالم ببیند شمعِ حُسنش را
بلا گردان شود مانندِ پروانه مهِ انور

ز پایش پایه برتر یافت اورنگِ جهانبانی
کُله بر چرخ اندازد ز فرقش افسرِ پُر زر

سرافرازانِ گیتی سر فرو دارند پیشِ او
چه فغفور و جمشید و چه دارا خسرو و سنجر

میانِ دشتِ کین نُصرت مثالِ ولیمِ فاتح
بجنبش دست بر زین میرود همصورتِ چاکر

برنگِ چین و افریقه جهان زیر و زبر سازد
اگر بر هفت کشور می‌کشد اقبالِ او لشکر

بعالم تا نشانِ ملکهٔ وکٹوریا ماند
بدنیا تا شفیق حال باشد بر پسر مادر

شها اقبال و جاه و حشمتت روز افزون باد
رود فرمانِ والایت بعالم سوی هر کشور

باظهارِ مسرت مصرعِ تاریخ محشر گفت
مبارکباد تاجِ مملکت شاهِ همایون فر

۱۹۰۲ع

قصیدۂ جناب منشی طاہر علی صاحب طاہر فرخ آبادی

زیبندہ ہے جو ہر شہ نامدار جشن — یارب اسیطرح رہے لیل و نہار جشن
جب سے ہوا ہے شاہ کا خدمتگزار جشن — دنیا مین دھوم ہے کہ ہوا کامگار جشن
لندن سا شہر چھوڑ کے جائیگا اب کہان — ہے جوبلی شاہ کا امیدوار جشن
لانا نہین ہے خسرو انجم کو دھیان مین — ہوکر ندیم قیصر گردون وقار جشن
کیون اہل بزم کی نہو آنکھون مین روشنی — مانند آفتاب ہوا نور بار جشن
جو آستانہ مرجع عیش و نشاط ہو — اوسکا طواف کیون نہ کرے بار بار جشن
خوابیدہ بخت سمجھتے ہین کیون ہوشیار ہون — طالع ہوا ہے بزم مین خورشیدوار جشن
جبتک نہ تھی نصیب حضوری حضور کی — تھا خلق کی نگاہ مین بے اعتبار جشن
کیونکر بیان عروج ہو اُس بارگاہ کا — آئے جہان جھکا کے سر افتخار جشن
شاہانِ دہر اسکے عبث خواستگار ہین — دربار قیصری کا ہے خدمتگزار جشن
یہہ کسکے پاس رہنے سے ایسا اثر ہوا — کرتا ہے دل سے دور غم روزگار جشن
دربار مین ہین جمع جوانان سروقد — دکھلا رہا ہے بزم چمن کی بہار جشن
کیا دور ہے کہ گرمی عیش و نشاط سے — دشمن کے دل مین اور بڑھاوے بخار جشن
مدت سے ہوگیا ہے جلوہ وار شاہ کا — کسکی سنے کہ اب ہے ہوا پر سوار جشن
ہین اور شاہون کے لئے نوروز کی خوشی — قیصر کے واسطے ہین جہان مین ہزار جشن

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

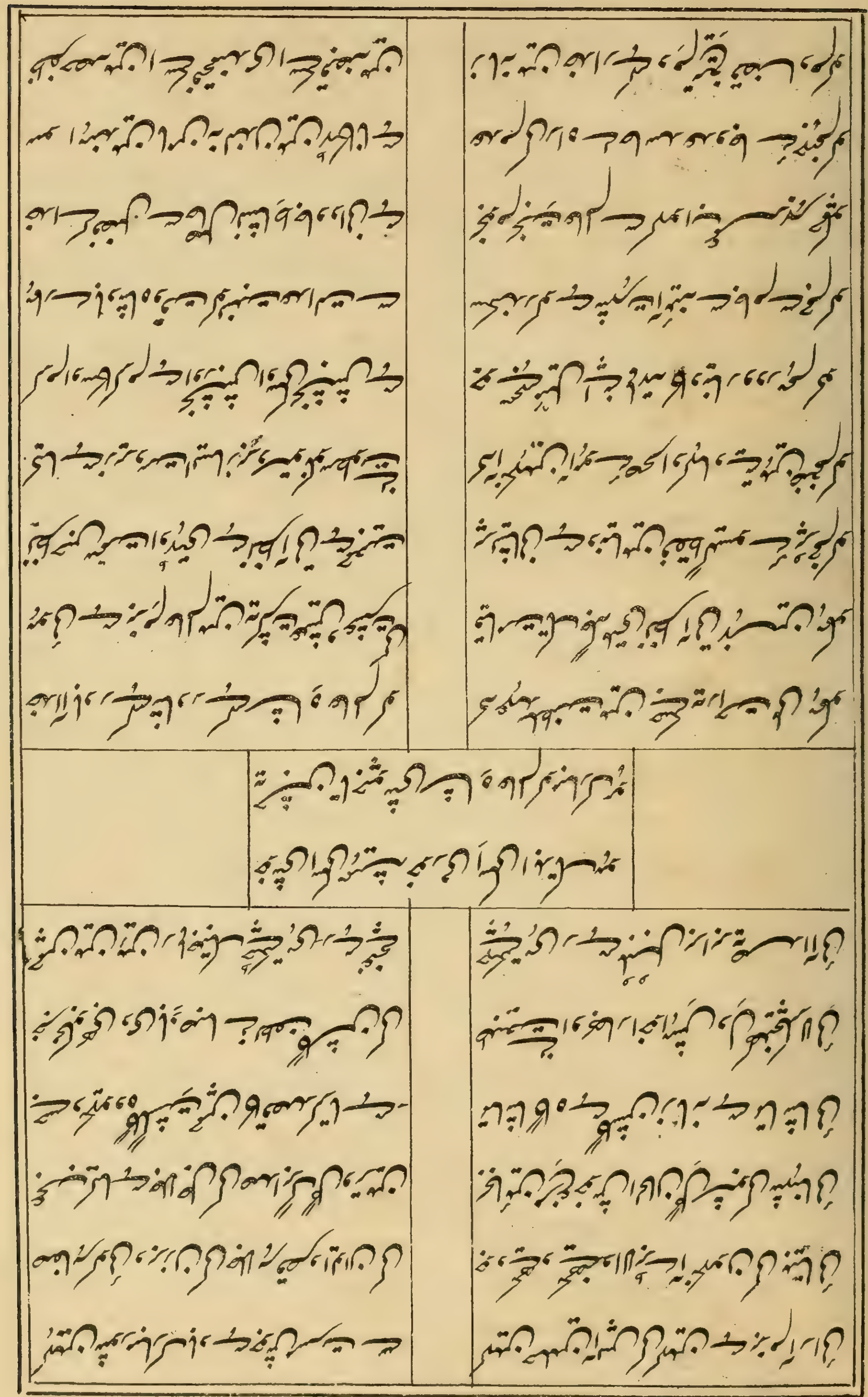
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

یہ جشن تاجپوشی شاہ عالم کو مبارک ہو

کرون مین ذرہ ناچیز کیا اسکی ثنا خوانی — کہ ہے مہر درخشان سے سوا جسکی درخشانی
درخشانی سے عدل و داد و نصفت کی عجب کیا ہے — جہانبانو نہین ہو ضرب المثل اوسکی جہانبانی
جہانبانی جو زیبا ہے تو ہے ایڈورڈ ہفتم کو — نہین جسکو گوارا بادشاہی مین تن آسانی
تن آسانی کرے کیا وہ شہنشاہ جہان پرور — خدا نے جسکو بخشی ہو خدا ترسی خدادانی
خدادانی خداوند جہان کا وصف ذاتی ہے — اسیکی وجہہ سے ہے ملک و دولت کی فراوانی
فراوانی ہو شوکت کی ترقی جاہ و حشمت کی — جو ہو بدخواہ و بد اندیش اوسکو ہو پریشانی
پریشانی نہو اوسکے ہوا خواہون کو دنیا مین — کرے بال ہما فرق مبارک کی مگس رانی
مگس رانی کرون پلکون سے مین دربار عالی مین — جو میرے بخت یاور مجکو پہونچا دین بآسانی
بآسانی جو پہونچون ایسے دربار معلے مین — کرون مدح و ستایش مین گہر ریزی و درافشانی
درافشانی کرون جوہر دکہادون طبع موزون کا — پڑہون بعد ثنا یہ مطلع بے مثل و لاثانی

خوشی اوسکی ہمیشہ خورمی اسکی ابد تک ہو
یہ جشن تاجپوشی شاہ عالم کو مبارک ہو

یہ کیسی دہوم ہے اللہ زیر چرخ مینائی — کوئی مست طرب ہے کوئی محو نغمہ پیرائی
کوئی کہتا ہے مین مدت سے تہا مشتاق اس دن کا — کوئی کہتا ہے مین اس تہنیت کا تہا تمنائی
کوئی شکر خدا کرتا ہے اس جوش مسرت مین — کوئی جاتا ہے درگاہ مین کرتا ہے جبین سائی
کہین نقار خانہ ہے کہین ساز ترنم ہے — مغنی کی صدائین کر رہی ہین روح افزائی





اِنہی سے دل منور ہے اِسی سے آنکھین روشن ہین　　اسیکے نور سے یہ خانوان ہے نور کی منزل

اسیکی ذات سے قایم حواس و ہوش رہتے ہین　　اسیکی وجہ سے ہر عضو ہے ارام کا شاغل

اگر ہے جان راحت مین تو سب اعضا ہین راحت مین　　خدانا کردہ یہ غمگین تو سب کندہ و عاطل

نہو جسکو محبت جان سے وہ آدمی کیا ہے　　جو ایسا ہو اُسے ارباب دانش کہتے ہین جاہل

غرض سبکو یہ لازم ہے یہ شایان ہے یہ زیبا ہے　　وفاداری کرین قیصر کی خدمت سے نہون غافل

دعا اسکے لیے مانگین خداوند دو عالم سے　　کہ جسکا دست قدرت کھولتا ہے عقدۂ مشکل

خلوص دل سے جب ہون ملتجی درگاہ خالق مین　　کہے اسوقت آمین ثم آمین طاہر خوشدل

مگر ہان وقت استدعا لحاظ اسبکات کا رہین　　کہ اوراد و وظایف مین یہ مطلع ہی کرین شامل

خوشی اوسکی ہمیشہ خورمی اوسکی ابد تک ہو
یہ جشن تاجپوشی شاہ عالم کو مبارک ہو

[illegible]

صفائی ہے نفاست ہے خوشی ہے عیش و راحت ہے
نہ بیماری کا اندیشہ نہ کچھ طاعون کا کھٹکا

اس اطمینان پہ انصاف کی امید ہے سب سے
خصوصاً اُن سے جو فرمانروا ہیں اور خوش اختر

بتا دو مجکو جتنے سر یہاں ہیں جمع اُن سب میں
سر اڈورڈ ہفتم کا ہے ہو سکتا کوئی ہمسر

نہیں کوئی نہیں کوئی نہیں کوئی نہیں کوئی
یہی ہر چار جانب سے صدا آتی ہے رہ رہ کر

کسی کی مملکت کو آج حاصل ہے یہ کب وسعت
کہ طالع رات دن رہتا ہو جس میں نیرِ اکبر

بجز خاقانِ چیں اتنی رعایا اور کس کی ہے
مگر کیا گربۂ مسکیں کی صولت پیشِ شیرِ نر

بجز فرمانروائے روس اتنا ملک ہے کس کا
مگر وہ دشتِ ویراں اور یہ آباد سرتاسر

مسلماں جتنے زیرِ حکم ہیں اڈورڈ ہفتم کے
عرب میں ہیں نہ ٹرکی میں نہ ایراں میں نہ سب ملکر

کہاں اتنی حفاظت جان و مال و آبرو کی ہے
کہاں ہے اتنی آزادی کہاں یہ علم کے جوہر

یہ سطوت یہ حکومت یہ جلالت اور کس کی ہے
کسی حاصل ہے یہ شوکت یہ حشمت یہ شکوہ و فر؟

ریاست کے یہ معنے ہیں سیاست اسکو کہتے ہیں
نہیں اڈورڈ ہفتم کا جہاں میں اب کوئی ہمسر

اسی کی یہ خوشی ہے اور اسی کا جشن ہے برپا
یہ وہ دربار ہے حاضر ہے جس میں آج دنیا بھر

بجا وہ شادیانہ سر ہوئیں توپیں سلامی کی
اُٹھا کر تاجِ دہلی ہاں چڑھا دو تختِ لندن پر

مبارک قیصر اڈورڈ کو یہ تاجپوشی ہو
مبارک لارڈ کرزن کو یہ جشن اعظم و اکبر

پذیرا حضرتِ شاہی سے سبکی ہو چکیں نذریں
سلامی دیتا ہے طرار کی اُردو بھی لشکر

الٰہی ظلِ رحمت بن کے یہ فرقِ شہنشاہی
ہے سایہ فگن دائم ہما کی طرح ہم سب پر

رہیں یارب سلامت باکرامت شاہ دنیا میں
محبِ شاداں رہیں دشمن کڑھیں اور خاک ہوں جلکر

قطعہ در تہنیت جشن تاجپوشی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و قیصر ہندوستان خلد اللہ ملکہ مُصنّفہ جناب منشی محمد ظہیر الدین صاحب ظہیر جہان آبادی

باغِ جہاں میں چلتی ہے جبتک ہوائے جشن
یارب اِسی طرح گلِ عشرت کھلائے جشن

دن رات تجکو شادی و عشرت سے کام ہو
غم ہو عدو کو دوست رہیں آشنائے جشن

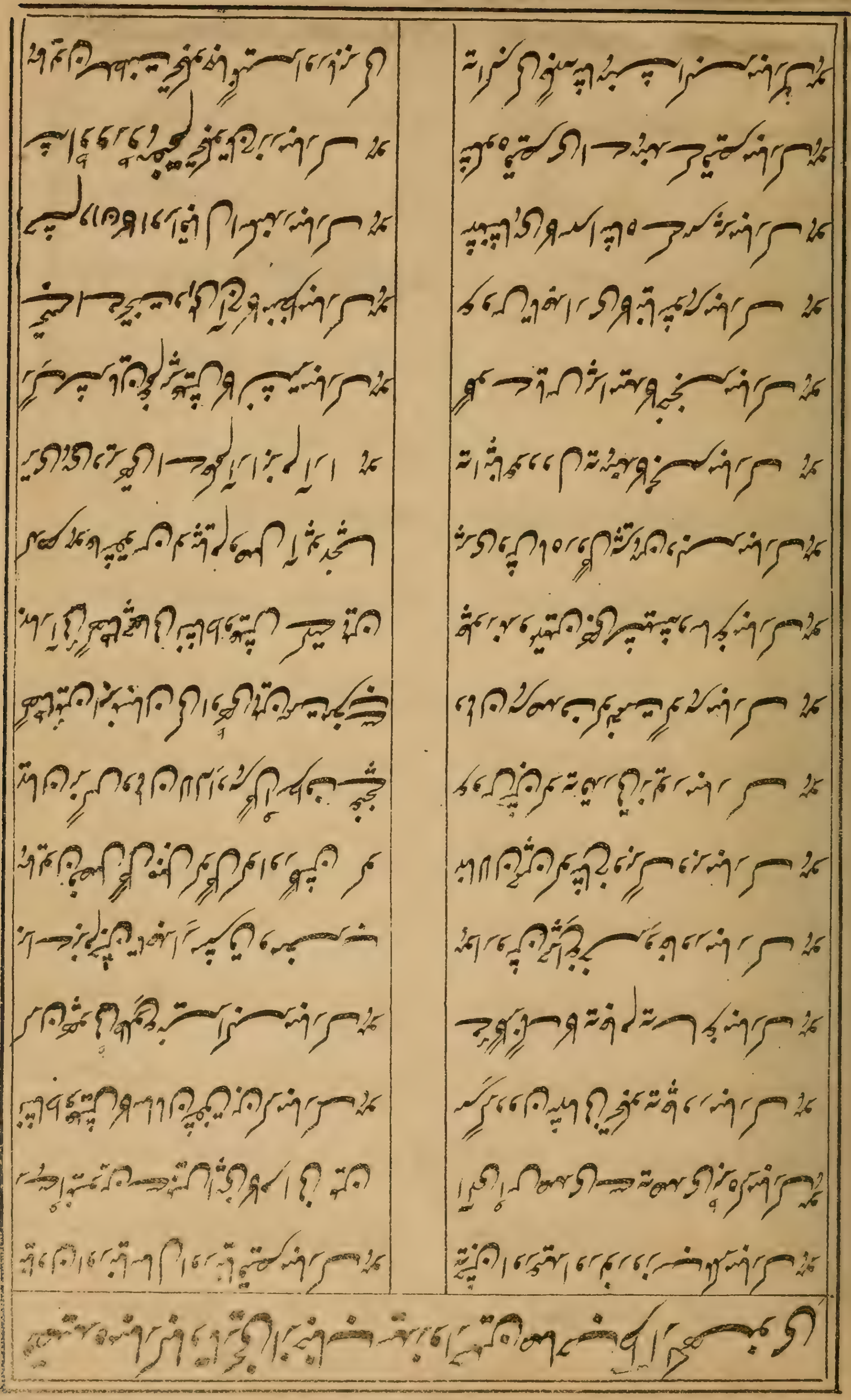
مطلب جو تیرے دل کے ہوں بر آئیں یا خدا
دولت سرا سے آئے ہمیشہ صدائے جشن

عیشِ دوام طبع ہمایوں کو راس آئے
تیرے مزاج کے ہو موافق ہوائے جشن

جمشید دادِ عیش و مسرت نہ دیسکا
آئی درست تیرے بدن پر قبائے جشن

یہ جود یہ عطا یہ عنایت یہ مکرمت
تیرے لئے یہ جشن ہے تو ہے برائے جشن

اے شاہِ ایڈورڈ دُعا ہے ظہیر کی
ہر صبح دیکھے تو رُخِ عشرت فزائے جشن



بہار دربار

ازجناب جلیل حسن صاحب جلیل تلمیذ حضرت امیر مینائی از حیدرآباد دکن

دے رہی ہے کیا مزہ آنکھوں میں نیند آئی ہوئی — واہ رے ہم بے پیے مستی سی ہے چھائی ہوئی

یار ہیں اغیار ہیں سب ہیں مگر اب ہم کہاں — نیند کے ہاتھوں بھری محفل میں تنہائی ہوئی

بند آنکھیں کیا ہوئیں کچھ اور آنکھیں کھل گئیں — ہو کے روشن چشمِ دل چشمِ تماشائی ہوئی

خواب میں ہم دیکھتے کیا ہیں کہ ہے وقتِ سحر — فرش سے تا عرش اک تنویر ہے چھائی ہوئی

پردۂ شب اُٹھ رہا ہے بچھ رہا ہے فرشِ نور — دن کی آمد ہے صبا پھرتی ہے اِترائی ہوئی

صبح نے چہرہ سے اپنے گو اُلٹ دی ہے نقاب — پر ادا وہ ہے دُلہن جیسے ہو شرمائی ہوئی

شکل و صورت زیب و زینت دیکھ کر کہتی ہے خلق — حور جنت سے پری ہے قاف سے آئی ہوئی

سونیوالے اُٹھے ہیں انگڑائیاں لیتے ہوئے — زلفیں کچھ شانے پہ ہیں کچھ رُخ پہ بل کھائی ہوئی

پاؤں کی آہٹ سے کھُلتی جاتی ہے غنچوں کی آنکھ — ہے غضب بادِ سحر کی چال اُٹھلائی ہوئی

طائرانِ صبح کے دلکش ترانے ہائے ہائے — وقت ٹھنڈا اور پھر آواز گرمائی ہوئی

جھونک کھا کھا کر سنبھلنا شاخِ گل کا بار بار — جس طرح نازک کمر سیدھی ہو بل کھائی ہوئی

برگِ گل پر کیا بھلی لگتی ہیں بُوندیں اوس کی — موتیوں سے دامنِ گلشن کی زیبائی ہوئی

گدگدایا ہے کسی نے پیاری کلیوں کو ابھی — کھل رہی ہے صاف ہونٹوں پر ہنسی آئی ہوئی

آمد آمد شاہِ خاور کی ہوئی غُل مچ گیا — آنکھ سب کی محوِ رنگِ چرخِ مینائی ہوئی

چشمِ بد دُور آج تو کچھ اور ہی سامان ہے — یہ نئی صورت نرالی جلوہ آرائی ہوئی

روز تو تنہا نکلتا تھا فلک پر آفتاب
آج شانِ حسن برقِ جانِ تنہائی ہوئی

انجمن کی انجمن لشکر کا لشکر ساتھ ہے
شورِ عالم میں ہے اچھی عالم آرائی ہوئی

سینکڑوں روشن ستارے بزم افروزِ جلال
جنکی شانِ حسن پر قربان رعنائی ہوئی

چودھویں کا چاند بھی ہے اور ماہِ نو بھی ہے
پڑ رہی ہے آنکھ مشتاقوں کی للچائی ہوئی

لو ہوئے صحنِ فلک میں سب کے سب رونق فروز
حبذا کس شان کی دربار آرائی ہوئی

کیسے مل بیٹھے ہیں! ہم چاند۔ تارے۔ آفتاب
اِس سے اُسکی زینت اُس سے اِسکی زیبائی ہوئی

شاہِ خاور بیچ میں سارے ستارے آس پاس
پہلوِ خور میں قمر کی رونق افزائی ہوئی

چاند ہے جس جا اُسی کا چاند کا ٹکڑا بھی ہے
نور کے گلشن میں ہے دُھری بہار آئی ہوئی

لیں نگاہوں نے بلائیں خوشنما دربار کی
آنکھیں صدقے۔ دل فدائی۔ جان شیدائی ہوئی

یہ سماں پیشِ نظر تھا کھل گئی اتنے میں آنکھ
ہوش کا آنا کہ بھاگی نیند گھبرائی ہوئی

جاگ کر دیکھا وہی دیکھا تھا جو کچھ خواب میں
جاتی کیونکر دولتِ بیدار ہاتھ آئی ہوئی

صبحدم کا خواب تھا فوراً ہوا اُس کا ظہور
دیکھتے ہیں آج عالم میں بہار آئی ہوئی

آسمان دیکھا تھا جس کو۔ وہ زمینِ ہند ہے
جسپہ ہے عیش و مسرت کی گھٹا چھائی ہوئی

انجمن دیکھا تھا جس کو قیصری دربار ہے
جسکے شوقِ دید میں مخلوق سودائی ہوئی

مہر دیکھا تھا جنھیں۔ ہیں لارڈ کرزن ویسرائے
آج جن سے مسندِ شاہی کی زیبائی ہوئی

بدر دیکھا تھا جنھیں۔ وہ ہیں دکن کے تاجدار
جنکی خاکِ آستاں وقفِ جبیں سائی ہوئی

ماہِ نو دیکھا تھا جن کو۔ ہیں ولیعہدِ نظام
جن سے جاہ و تمکنت کی عزت افزائی ہوئی

جن کو دیکھا تھا ستارے۔ والیانِ مُلک ہیں / ہند میں ان سب کے دم سے مُلک آرائی ہوئی

ای جلیلِ خوش بیاں ہے یہہ مقامِ امتحاں / ہاں دکھا اپنی طبیعت جوش پر آئی ہوئی

سُنتے تھے بچپن سے یہہ فقرہ کہ دلّی دُور ہے / آج دلّی ہے کہ چشم و دل پہ ہے چھائی ہوئی

طبع کو لازم ہے کُھل کھیلے کُھلے میدان میں / ہاتھ سے جانے نہ پائے بات ہاتھ آئی ہوئی

لطف تو جب ہے کہ لڑ جائے طبیعت اسطرح / بزم آرا کو گماں ہو رزم آرائی ہوئی

ہوں وہی تیغِ زباں کے وار جو رُکتے نہیں / ہوں وہی چوٹیں جو ہیں حسّاد کی کھائی ہوئی

شوخیِ معنی نگاہِ ناز کا عالم دکھائے / لوٹ جائے وہ طبیعت ہو جو تڑپائی ہوئی

فکرِ رنگیں سے کھلے ایسا تر و تازہ چمن / جس چمن میں ہو نہ اک پتّی بھی مرجھائی ہوئی

وجد کرتے ہوں عنادل غُنچہ و گُل دیکھکر / اور گُلچیں کی نظر پڑتی ہو للچائی ہوئی

مطلع

اللہ اللہ ہند میں ہے کیا بہار آئی ہوئی / کِھل گئیں ہیں وہ بھی کلیاں تھیں جو مُرجھائی ہوئی

شاہدِ گُل ہی کی آرائش پر کیا موقوف ہے / پتّی پتّی باغ کی محوِ خود آرائی ہوئی

سُن کے جشنِ تاجپوشی ہفتمیں ایڈورڈ کا / عید بھی سب سے گلے ملنے کو ہے آئی ہوئی

یہ مرقعِ نقشِ دل ہو کر رہے گا یادگار / جسکی ہر شکل آفتِ جانِ شکیبائی ہوئی

ذکر برسوں کا یہاں کیا دیکھ لینا عمر بھر / دیگی لذت اس گلستاں کی ہوا کھائی ہوئی

کشورِ ہند آج نازاں ہو تو نازیبا نہیں / کب کسی اقلیم کو حاصل یہہ زیبائی ہوئی

تجھ پہ اے دلّی نئے سر سے چڑھا رنگِ شباب / ہاے یہ صورت یہ رنگت نکھری نکھرائی ہوئی

ایک عالم ہے کہ آیا ہے وہ آنکھیں سینکنے / تیرے جلوے کی ہے ساری آگ بھڑکائی ہوئی
جسطرح سینے میں دل- آنکھوں میں پتلی ہے عزیز / ہند میں دلّی کی یوں ہی قدر افزائی ہوئی
کیوں نہ ہو یہ تختگاہِ خسروانِ ہند ہے / عزّتِ دربار ہے میراث میں آئی ہوئی
وہ زمیں جسپر ہوں محبوبِ الٰہی کے قدم / ہے بجا گر اپنے جوبن پر ہو اترائی ہوئی
آئے اب سیرِ دربارِ معلّےٰ کیجئے / مدّتوں سے ہیں نگاہیں ترسی ترسائی ہوئی
لوٹ لیں آنکھیں مزے نظارۂ دربار کے / پھر کہاں یہ بڑھتی دولت کی گھٹا چھائی ہوئی
کیا سہانا وقت ہے کیا رنگ ہے کیا جشن ہے / اور کچھ کہتی ہے اب دلمیں اُمنگ آئی ہوئی
کچھ غزلخوانی بھی اس موقع پہ ہونی چاہیئے / سر دتا ہووے بنائے طبع گرمائی ہوئی
ہو کسی کا شعر ہمکو تو مزے سے کام ہے / مَے سے مطلب ہے وہ چاہے جسکی ہو لائی ہوئی

غزل

کہہ رہی ہے حشر میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی / ہائے کیسی اس بھری محفل میں رسوائی ہوئی — امیر مینائی لکھنوی
اک ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی / اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی — داغ دہلوی
آرزوے وصل سے ہے اسطرف بیتاب دل / اُسطرف فرطِ حیا سے آنکھ شرمائی ہوئی
لائی ہے بادِ صبا شاید پیامِ وصلِ یار / کیوں مسرت آج دل پر ہے مرے چھائی ہوئی — عالیجناب [illegible] شاد وزیر اعظم [illegible] حضرت آصف خلد اللہ ملکہ
شورِ محشر نے کیا بیچین مجھکو قبر میں / آنکھ اُس دم کھل گئی جب نیند تھی آئی ہوئی
ہجر کی شب کوئی میرا پوچھنے والا نہ تھا / بیکسی میں میری مونس میری تنہائی ہوئی
وصل کی شب دردِ دل اے شاد دونا ہو گیا / چارہ سازی یہ ہوئی اور یہ مسیحائی ہوئی

آپ کا دَم یادگار حضرت خلد آشیاں
مرحبا عز و شرف فرمانروائے ٹونک کا
جنذا بھوپال کے سرکار کا جاہ و وقار
اے خوشا شان ریاست والیِ اندور کی
آسمان رفعت مہاراجہ بہا در سیندھیا
اور کتنے راجہ و مہراجہ و نواب ہیں
ایک سے ہے ایک اعلیٰ ایک سے ایک آفتاب
ہو کہاں تک سب کے اسمائے گرامی کا شمار
ہاں ذرا اب آنکھ اُٹھا کر دیکھئے سوئے دکن
آصفی لشکر کا اللہ رے شکوہ و کرّ و فرّ
کثرتِ افواج نے باندھی ہے کچھ ایسی ہوا
حسنِ ترتیب اور سونے میں سُہاگہ ہو گیا
ہے مناسب نام امیروں کے بتاتے جائیں ہم
کون ہیں یہہ؟ غالب الملک افتخارِ ملک ہیں
کون ہیں یہہ؟ دیکھو راجہ رائے رایاں ہیں یہی
کون ہیں یہہ؟ دیکھو ونپرتی کے راجہ ہیں یہی
کون ہیں یہہ؟ راجۂ مُرلی منوہر خوش صفات

آپ کے ہاتھوں ریاست اوج پر آئی ہوئی
ساتھ رعنائی کے ان پر ختم دانائی ہوئی
ایک ہی ہے یہہ ریاست منزلت پائی ہوئی
بانک پن کی خاص ادا حصّہ میں ہے آئی ہوئی
ان کے بل پر ہے ریاست آج اترائی ہوئی
باعثِ تنویر جنکی رونق افزائی ہوئی
جنکے آگے آسماں کی آنکھ شرمائی ہوئی
طول کا موقع نہیں محفل ہے اُکتائی ہوئی
یہہ سواری ہے کہ شوکت کی گھٹا چھائی ہوئی
چشمِ گردوں بھی تحیّر سے تماشائی ہوئی
ہوش اُڑتے ہیں ہوا چلتی ہے کترائی ہوئی
موتیوں کی اک لڑی ہے تازہ گُندھوائی ہوئی
عسکرِ شاہی ہیں جن کی رونق افزائی ہوئی
اہلِ دانش میں مُسلّم ان کی دانائی ہوئی
رائے انکی مایۂ صد بزم آرائی ہوئی
خاص لطفِ شہ سے ان کی قدر افزائی ہوئی
مال والوں میں ہے عزت انکی ہاتھ آئی ہوئی

کون ہیں یھہ؟ ذی حشم نواب فخر الملک ہیں
کون ہیں یھہ؟ خانخانانِ بہادر ذی وقار
کون ہیں یھہ؟ خوش سیر۔ عالی گہر۔ خورشید ملک
کون ہیں یھہ؟ دیکھو آصف یاور الملک آپ ہیں
کون ہیں یھہ؟ مہاراجہ کشن پرشاد ہیں
ذی فراست۔ ذی مروت باکمال و خوش جمال
لطفِ آصف جودِ آصف کے نہوں کیوں مستحق
آپ کے اقبال سے چمکا نصیبا ملک کا
شاد رکھہ آباد رکھہ یا رب جنابِ شاد کو
لیجیے وہ خاص سلطانی سواری آگئی
پڑ گئی ہے کیسی ہلچل مجمعِ حضار میں
شور ہے ہر سو وہ دیکھو چاند نکلا عید کا
سامنے ظلِ خدا ہے اس طرف خلقِ خدا
دابِ شاہی نے پکارا ہاں مؤدب دور باش
بخت نے چومے قدم اقبال نے تھامی رکاب
کیوں نہو پھر کون ہیں یہ شاہ آصفجاہ ہیں
میر محبوب علی خانِ بہادر ہیں یہی

آپ کے دم سے دکن میں ہے بہار آئی ہوئی
آپ سے عزت کی گویا عزت افزائی ہوئی
آپ کے ہاتھوں امارت کی چمکائی ہوئی
آپ سے بزمِ شرف کی جلوہ افزائی ہوئی
شاہِ آصف کی وزارت جن کی شیدائی ہوئی
ہر پسندیدہ صفت حصہ میں ہے آئی ہوئی
حبِّ آصف آپ کی رگ رگ میں ہے چھائی ہوئی
آپ کے دم سے حکومت کو توانائی ہوئی
تیری رحمت کی گھٹا سر پر رہے چھائی ہوئی
تھی نظر جسکے لئے آنکھوں میں گھبرائی ہوئی
جس طرح دریا میں سطحِ آب لہرائی ہوئی
روشنی جس کی چراغ افروزِ بینائی ہوئی
رعب ادھر چھایا ہوا سطوت ادھر چھائی ہوئی
دی سلامی فتح نے تعظیم مجرائی ہوئی
گرد پھر پھر کر تصدق شانِ یکتائی ہوئی
وہ سکندر ہیں کہ ان کے در سے دارائی ہوئی
ہے انہیں کے ساتھ تائیدِ علی آئی ہوئی

ہمتِ حاتم انہیں ہاتھوں سے حاجتمندِ فیض
دولتِ قاروں انہیں قدموں کی ٹھکرائی ہوئی

اس سرِ اقدس پہ افسر بلندی کا کھلا
چُست اس قد پر قبائے صدر آرائی ہوئی

رُستمِ دَوراں انہیں ان کی شجاعت نے کیا
نام سے ہے رُوحِ سام و زال تھرّائی ہوئی

تیغزن ناوک فگن ضیغم شعار وصف شکن
بازووں میں قوّتِ خیبر شکن آئی ہوئی

رائے وہ صائب کہ جسکے سامنے خم چرخِ پیر
کاروہ موزوں کہ دُنیا جسکی شیدائی ہوئی

وہ ذکاوت جو فلاطونِ زماں کو چاہیئے
وہ ذہانت جو سبق آموزِ دانائی ہوئی

یہ وہ سلطاں ہیں کہ ان کی دستگیری خلق میں
ضعف کی دشمن ضعیفوں کی توانائی ہوئی

یہ وہ سلطاں ہیں کہ ان کے عہدِ دولت مہد میں
نام عزّت کا ہوا ذلّت کی رُسوائی ہوئی

بارشِ ابرِ کرم سے کشتِ عالم ہے نہال
دامنِ دولت میں خلقت پرورش پائی ہوئی

ہے کمالِ شاہ آصف کا یہ ادنیٰ سا اثر
پُوری ہوجاتی ہے قدموں کی قسم کھائی ہوئی

شاہ کے ہمراہ ہیں شہزادۂ والا تبار
بارک اللہ نور ہیں کیا نور افزائی ہوئی

شاہزادے کی مدد پر ہیں جو عثمان و علی
حشمت و اجلال کی دُونی توانائی ہوئی

شاہ کے اسٹاف میں ہیں کیسے کیسے ذی کمال
فیضِ سلطانی سے جنکی قدر افزائی ہوئی

کوئی لقمانِ جہاں کوئی فصیح و نکتہ داں
ذات جن کی عزّت و نام آوری پائی ہوئی

یہ ہیں فضل وہ ہیں افسر یہ اسد ہیں وہ حکیم
مختلف اوصاف کی کیا خوب یکجائی ہوئی

قائم و دائم رہیں شہزادہ و شاہ نظام
بڑھتی ہے جاے حکومت اوج پر آئی ہوئی

بول بالا لارڈ کرزن کا جو ہیں بالا نشین
مثلِ خورشید ان سے عالم کی ثنا سائی ہوئی

آپ نے اس زمین ہند کو زندہ کیا
آپ سے اس جسم بیجاں کی مسیحائی ہوئی

غیر ممکن ہے کہ ہو اوصافِ عالی کا شمار
آ گئے اس موقع پر عاجز اپنی گویائی ہوئی

ایک یہ مصرع ہی پڑھ دینا ہے کافی اس جگہ
ساتھ دولھا کے ہے یہ ساری برات آئی ہوئی

عمر و دولت میں ترقی ہو شہہ ایڈورڈ کی
تاجپوشی جن کی وجہ عالم آرائی ہوئی

یہ قصیدہ پڑھ کے بیخود کر دیا تو نے جلیل
اے جزاک اللہ اچھی بادہ پیمائی ہوئی

رنگ وہ پیدا ہوا سب کو مزہ آ آ گیا
صرف محفل میں شراب جامِ مینائی ہوئی

اپنے ہم مشرب تھے جتنے ہو گئے اس مے سے لٹو
داد دی جامی نے صدقے روحِ صہبائی ہوئی

کیا کرے مدح کوئی اُسکی کہ جسکے اوصاف
نہ ثنا گر سے بیاں ہوں نہ قلم سے مرقوم

وہ شہنشاہِ جہاں فخرِ زماں قیصرِ ہند
دولت و حشمت و اقبال ہیں جن کے محکوم

چارہ سازِ مرضا - مرہمِ زخمِ دلِ ریش
دستگیرِ غربا - پشت پناہِ مظلوم

کیوں نہ خاکِ درِ دولت سے شفا پائیں مریض
یعنی اکسیر ہے گردِ قدمِ فیض لزوم

کیوں نہ حاصل ہو شرف حاتمِ طائی پر اُسے
جسکے در سے نہیں پھرتا کوئی سائل محروم

خلق میں خونِ تمنا نہیں ہوتے پاتا
قیصرِ ہند کی وہ ہے نظرِ رحم عموم

نگہِ قہر سے دیکھے تو قیامت ہے بپا
نظر آئے نہ جہاں کو کہ جہاں ہو موہوم

ہو وہ کیفیتِ شاہانِ جہاں اُس کے حضور
ماہ کے گرد نظر آتے ہیں جس طرح نجوم

نہیں ٹلتا نہیں ٹلتا نہیں ٹلتا ہرگز
اُسکے احکام میں ہو حکم قضا کا مفہوم

جب سے اُس نیرِ انصاف نے بخشا ہو فروغ
ہو گئی ظلمتِ بیداد جہاں سے معدوم

مُلک میں امن ہے اس درجہ کہ اللہ اللہ
کوئی ظالم نظر آتا ہے نہ کوئی مظلوم

قابلِ دید تھا وہ جشن جو لندن میں ہوا
ازدحامِ رؤسا اور سلاطیں کا ہجوم

کھل گئیں آنکھیں وہ اوجِ درِ دولت دیکھا
ہو گئی عرشِ معلیٰ کی حقیقت معلوم

تابعِ حکم ہیں وہ ہمکو ذرا حکم تو دیں
توڑ کر لائیں ابھی چرخِ معلیٰ سے نجوم

ہو سیہ بختوں کو بھی اب تو زمانہ میں فروغ
کالے کوسوں ہو جہاں سے اثرِ طالعِ شوم

کیوں زمانہ میں نہ ہوں خادمِ قیصر ممتاز
کہ سلاطین سمجھتے ہیں اُسے بھی مخدوم

زندگی تلخ ہے سچ پوچھو تو بدخواہوں کی
یوں تو ویرانہ میں آباد ہیں دلشاد ہیں بوم

صورتِ مُہرۂ ششدر ہیں عدو کی آنکھیں / آنکھ کے تِل نظر آتے ہیں نقاطِ موہوم

مدحِ ممدوح سے مجکو وہ شرف حاصل ہے / کہ سمجھتا ہے جہاں واقفِ اسرارِ علوم

پُتلیوں سے مرے اشعار لگائیں شاعر / ورنہ ہے بے رقم اصفار کا رُتبہ معلوم

اَب قلم روک کہ یہ وقتِ دُعا ہے بیدل / چاہیئے وردِ زباں تجھکو دُعاے منظوم

مہ وخورشید سے جب تک ہے فروغِ عالم / عیش وعشرت کی اسی طرح رہے ملک میں دھوم

تا ابد روز اسی طرح رہے بزمِ نشاط
قائم اس شاہِ فلک جاہ کو رکھہ یا قیوم

مناظرہ حسن وعشق

مشتملبر قصیدہ مدحیہ حضور فیض گنجور شہنشاہ اعظم ملک معظم ایڈورڈ ہفتم فرمانروائے اقلیم ہندوستان وانگلستان طبعزاد منشی تپمبر پرشاد اختر اجمیری فرزند منشی دیبی پرشاد صاحب منصف ریاست جودھپور

حسن نے عشق سے اک روز یہ اترا کے کہا — میرا ثانی نہوا کوئی جہان مین پیدا

مجھپہ مرتے ہین ہر اک مذہب و ملت والے — میرا دم بھرتے ہین سب خورد و کلان شاہ و گدا

زاہد خشک کی بہی رال ٹپک پڑتی ہے — دیکھ لیتا ہے جو چلمن سے جھلک میری ذرا

دل انسان نہ فقط مین نے کیا ہے تسخیر — حور و غلمان و ملائک پہ عمل ہے میرا

بسکہ نقد دل عاشق کی کسوٹی ہون مین — آج چلتا ہے مرا سکہ وفا مین سکا

چشم مشتاق نظرباز مین ہے میرا گھر — مجکو دیتا ہے جگہہ دل مین ہر اک اہل وفا

مین نہوتا تو نہ ہوتا کوئی شیدائے بتان — ایک پر ایک زمانہ مین نہ مائل ہوتا

رنگ عالم مین حسینون کا جما دیتا ہون — کہینچتا چشم زمانہ مین ہون نقشہ اونکا

نازنین بنگئے میری ہی بدولت معشوق — میرے ہی صدقہ مین آتے ہین اونہین ناز و ادا

سحر تسخیر فسون شعبدہ نیرنگ طلسم — بھر دیا مین نے ہی آنکھون مین بتونکے سارا

مین نے ہی عارض تابان کو دیا نور سحر — زلف مشکین کو کیا غیرت شام یلدا

تیر مژگان کو بنایا ہے کمان ابرو کو — دام گیسوے مسلسل کو کیسا دام بلا

چشم فتان کو سکہایا ہے قضا کا انداز — لب جان بخش کو اعجاز مسیحا بخشا

رشکِ خورشید جہانتاب بنایا رخ کو
نور کے سانچے مین ہر عضو بدن کو ڈھالا

بھر دیے قامتِ رعنا مین ہزارون فتنے
روشِ نازِ حسینان سے کیا حشر بپا

ایک جلوہ پہ مرے سینکڑون دل ہین قربان
لاکھ جانین ہین مری ایک جھلک پر شیدا

لاکھ پردو مین چھپانے سے نہین چھپتا ہون
مجھ مین یہ وصف ہی قدرت نے ازل سے رکھا

خسروِ مصر ہوے میری بدولت یوسف
ماہ کنعان کا لقب مین نے کیا اونکو عطا

میرے ہی دم سے زلیخا ہوئی مطعون جہان
میرے ہی جلوے سے بیہوش ہوے تھے موسے

کیون نہ مرغوب دل شیخ و برہمن ہون مین
کہ نمایان ہے مرا دیر و حرم مین جلوا

قدر کرتے ہین دل و جان سے سخنور میری
مین ہی مضمون سوجھاتا ہون اونہین صبح و مسا

اپنی آنکھون پہ نہ کیون مجکو بٹھائین عشاق
بولتا آج حسینون مین ہے طوطی میرا

میرے جلوے کے ہین مشتاق سبھی پیر و جوان
دیکھنے کا ہے مرے اہل نظر کو چسکا

کونسی آنکھ مری طالبِ دیدار نہین
کونسا دل ہے جو میرا نہین پابند وفا

دل معشوق سے پوچھے کوئی میری تعریف
لب عاشق سے سُنے جا کے کوئی میری ثنا

ایک تو ہے کہ نہین تجھ مین زرا بھی خوبی
روتی صورت پہ تری ہنستا ہے عالم سارا

دلفریبی کے نہ انداز نہ دلداری کے
کوئی عشوہ نہ کرشمہ نہ اشارہ نہ ادا

دیکھ تو آئینہ منگوا کے ذرا شکل اپنی
تیرے چہرے پہ نحوست نے جمایا نقشا

رنج و غم حسرت و ارمان ترے ہر وقت رفیق
اور مونس ہین سدا نالہ و فریاد و بُکا

جس کا ہمدم ہوا تو بس وہی پامال ہوا
تو کوئی قہر ہے آفت ہے بلا ہے بخدا

بیچطا تونے ہزارون کے گلے کٹوا ے
ناروا خون اگر ہے ترے مذہب مین روا

فتنۂ حشر تری چال سے ہوتا ہے عیان
ملک الموت کی شمشیر تری تیغ جفا

کردیا قیس کو آوارہ و مجنون تو نے
اور ہوئی تجھسے ہی رسوائے زمانہ لیلے

تو نے شیرین کی ہی لی مفت مین جان شیرین
تیرے ہاتھونسے ہو فرہاد نے تیشہ کھایا

تو نے ہی رام کو بن بن مین پھرایا افسوس
تو نے ہی خاک مین راون کی ملائی لنکا

کونسی آنکھ ترے ظلم سے خونبار نہین
کونسا دل ہے کہ جسپر نہین تیرا صدما

کونسا لب ہی نہین جسپہ شکایت تیری
ہے زبان کونسی جسپر نہین شکوا تیرا

اک دل آزار ہو ظالم ہے ستمگر ہے تو
اور ہین خلق کو آرام کا دینے والا

نور آنکھونکے لیئے دلکو سرور جادید
راحت روح روان۔ فرحت جان ہو نہین سدا

عشق نے سنکے یہ تقریر دیا اوسکو جواب
جو بیان تو نے کیا واقعی سچ ہے سارا

آج بس نام خدا تجھپہ برستا ہے نور
شان ہے شان تری۔ جلوہ ہے جلوہ تیرا

خوبیان تیری زمانہ کو ہین مرغوب و پسند
فخر کرنا تجھے شایان ہے تعلی زیبا

تیری زیبائی سے ہی سارے جہانمین رونق
تیری رعنائی پہ ہر اہل زمانہ ہے فدا

ہمسری کا تری دعوا جو کرے وہ باطل
تیری یکتائی سے انکار کرے وہ جھوٹا

لیکن اے حسن برا مان نہ سچ کہنے سے
بات انصاف کی سن مجھسے ذرا بہر خدا

کہ ترے واسطے پیدا کیا خالق نے مجھے
قدر دانی ہو تری میرا ازل سے شیدا

پوچھتا ہی نہ کوئی تجکو جہان مین ھرگز
دل انسان سے نہ گر میر التعلق ہوتا

کھوٹے داموں بھی نہ لیتا کوئی تجکو واللہ
ملک دل مین نہ بٹھاتا جو مین سکّہ تیرا

ایک جب دہر مین ہون مین ہی خریدار ترا
ناز کرنا تو ترا مجھ سے ہے اے دوست بجا

بانکپن اتنا مگر مجھہ سے سزاوار نہین
مجکو ہر حال مین ہمجنس سمجھہ تو اپنا

چاہنے والونسے کرتے نہین اسدرجہ غرور
قدردانون سے مناسب نہین پندار اتنا

مین نہ ہوتا تو ہوتا کوئی تیرا پرسان
کر بھی سکتا دل اختر کو مسخر تو بھلا

الغرض بڑہنے لگی جب کہ یہ بحث وتکرار
صلح کل عدل صفاکیش وہان آپونہچا

سنکے دونون کا بیان بولا عبث لڑتے ہو
تم مرے ساتھ چلو تاکہ یہ سٹے ہو جھگڑا

درگہہ شہ پہ کھلا باب عدالت ہے آج
وہ جو سلطان ہے اب ہند کا اور یورپ کا

قوم انگلش کا جو ہے مہر بنور اقبال
جسکے سر دولت وحشمت کا بندہا ہے سہرا

شاہ ایڈورڈ وہ۔ شاہی ہوئی جسپر نازان
شاہ ایڈورڈ وہ۔ شاہی ہوئی جسپر شیدا

مدح مین اوسکی وہ لکھ مطلع انور اختر
ماند ہو جس کے مقابل مہ وانجم کی ضیا

مطلع

مرجع شاہ وگدا مطلع انوار صفا
معدن جود وکرم مخزن اشفاق و وفا

قاطع ظلم وستم۔ بانی رسم وانصاف
مصدر بذل وسخا چشمہ الطاف وعطا

عادل وباذل وفیاض وکریم وجواد
مشتری خصلت ومہ طلعت وخورشید لقا

شوکت وشان مین کسری ہے سکندر ہے وہ
جاہ مین جم ہے وہ حشمت مین ہو رشک دارا

عدل سے اوسکے زمانہ مین ہو امن وراحت
بذل سے اوسکے ہو مشکور ہر اک شاہ وگدا

فیض والطاف ونوازش اوسے ہردم منظور
رعب چہرہ سے نمایان ہی بدن مین کس بل
چست تدبیر ہے وہ رائے ہی اوسکی صائب
عقل وحکمت مین ہے لقمان وارسطوے زمان
خون رستم کا کرے خشک شجاعت اوس کی
دم بخشش ہو اگر دست کرم گوھر بار
اے شہنشاہ فلک جاہ ہمایون سایہ
نام وکٹوریہ روشن ہی جہان مین تجھ سے
دور ہے تیرا زمانہ کے لیے دور طرب
ہندوہ گلشن شاداب ہے خوش نظمی سے
رام اقبال ہی دولت ہے کنیزک تیری
روز وشب تیر کے پیکان مین ہے فتح ونصرت
رعب تیرا وہ جہانمین ہی کہ جسکے ڈر سے
گنج دولت وہ میسر کہ در دولت پر
سن لی شہرت جو صدف نے گہر افشانی کی
آج تو بادشہ بحر بھی ہے دنیا مین
نگہہ لطف مین ہے تیری یہ دولت کا اثر

سر لبر رحم ہے وہ - قہر سے ہے بہر سوا
شان رفتار مین گفتار مین شوکت پیدا
حوصلہ اوسکا ہے عالی تو ہے ہمت اعلے
عدل وانصاف مین مشہور مثال کسرے
وہ سخاوت ہے کہ حاتم کا مٹاوے شہرا
کوڑیون مین در شہوار پھرے پھر بکتا
چرخ سے تا بزمین فیض ہے تیرا چھایا
ہند ویورپ مین روان آج ہے تیرا سکا
گردش جام ہوئی گردش گردون گویا
جسپہ قربان دل وجان سے ہی جنت کی فضا
اوج قربان ہی اگر تجھپہ تو رفعت ہے فدا
اور ظفر قبضہ شمشیر مین ہے صبح ومسا
پاسبان دشت مین ہر شعر ہے روباہونکا
بھیک کو آتے فلک ماہ کا لیکر کاسا
اپنی آغوش مین گوہر کو چھپا کر رکھا
کندہ ہو ورہم ماہی پہ نہ کیون نام ترا
سنگ کو لعل کرے مس کو بنائے وہ طلا

صبح گل عہد یہ تیرا ہے کہ بافرط خوشی — شیخ نے بدلی ہے دستار برہمن سے سدا
جورنے لی ہو حسینانِ پریوش کی پناہ — شور جب سے ہے سنا تیری ستمگاہی کا
راستی کا یہ چلن ہے کہ ذرا ہولے سے — بل کی لیتی نہین شانہ سے کبھی زلف رسا
اس طرح تونے مٹایا ہے زمانہ سے فساد — نظر آتا نہین اب چشم بتان مین فتنا
دور مین تیرے اوٹھی رسم دل آزاری کی — گل نے باندہی ہو عنادل سے بس اب شرط وفا
میرے خامہ سے ہو کیا مدح سرائی تیری — دو زبان اسکی ہین۔ اوصاف ہین تیرے صدہا
ختم کرتا ہے دعا پر یہ قصیدہ اختر — تاکہ ہین شمس وقمر۔ ارض وسما آب وہوا
ہو مبارک تجھے یہ شاہی ہندو یورپ — سایہ افگن تو رہے خلق پہ از فضل خدا
نیر دولت واقبال ترا ہو تابان — عمر مین جاہ مین حشمت مین ترقی ہو سدا

شہرۂ عدل وسخا ماہ سے ماہی تک ہو
ربع مسکون مین بجے فتح وظفر کا ڈنکا

قطعہ تہنیت وتاریخ تخت نشینی خسرو عالم حضرت شاہ ایڈورڈ ہفتم ملک المعظم انگلستان وہندوستان دام اقبالہم واجلالہم طبعزاد منشی تیمبر پرشاد اختر اجمیری
ملازم ریاست جودہ پور

صد شکر آئی گلشن ہستی مین پھر بہار — بلبل بصد نشاط پھر اب نغمہ زن ہوا
خندان نہ کیون ہو غنچۂ امید شکل گل — دل باغ باغ ہوگیا سینہ چمن ہوا
پائی دل ودماغ نے قوت نسیم سے — ہر گل چمن مین نافۂ مشک ختن ہوا

پہنے قباے سرخ شفق صبح سے ہے آج
نام خدا جوان سپہر کہن ہوا

رنگ نشاط آج ہے وہ بر سر عروج
گلگون فلک پہ مہر کا بھی پیرہن ہوا

جوش صفا کے عکس سے روشن ہے انجمن
اور عکس وہ کہ آئینہ انجمن ہوا

بزم طرب مین بسکہ ہوئی ریزش شہاب
افشان ہر ایک شخص کا رخت بدن ہوا

سرگرمی نشاط کی محنت بھی تھی مراد
قطرہ گرا عرق کا وہ درِ عدن ہوا

چہرونپہ سب کے آج برستی ہے انبساط
اب دور دل سے خلق کے رنج و محن ہوا

الحمد للہ خسروِ اڈورڈ ذی وقار
اقلیم ہند کے لیے شاہِ زمن ہوا

یمن قدم سے پایہ ہوا تخت کا بلند
چتر آسمان شمع وہ رخ مہ لگن ہوا

اس شاہ نو کے دم سے ہوا تازہ باغ دہر
ہر مرغ بانگ شکرین شکر شکن ہوا

برگ گل سمن پہ ہے گلبرگ کا گمان
رنگ بہار مین ہے چمن غوطہ زن ہوا

لکہا قلم نے سال جلوسی بصد خوشی
ایڈورڈ تخت ہند پہ جلوہ فگن ہوا
19 ٦ ٠٢

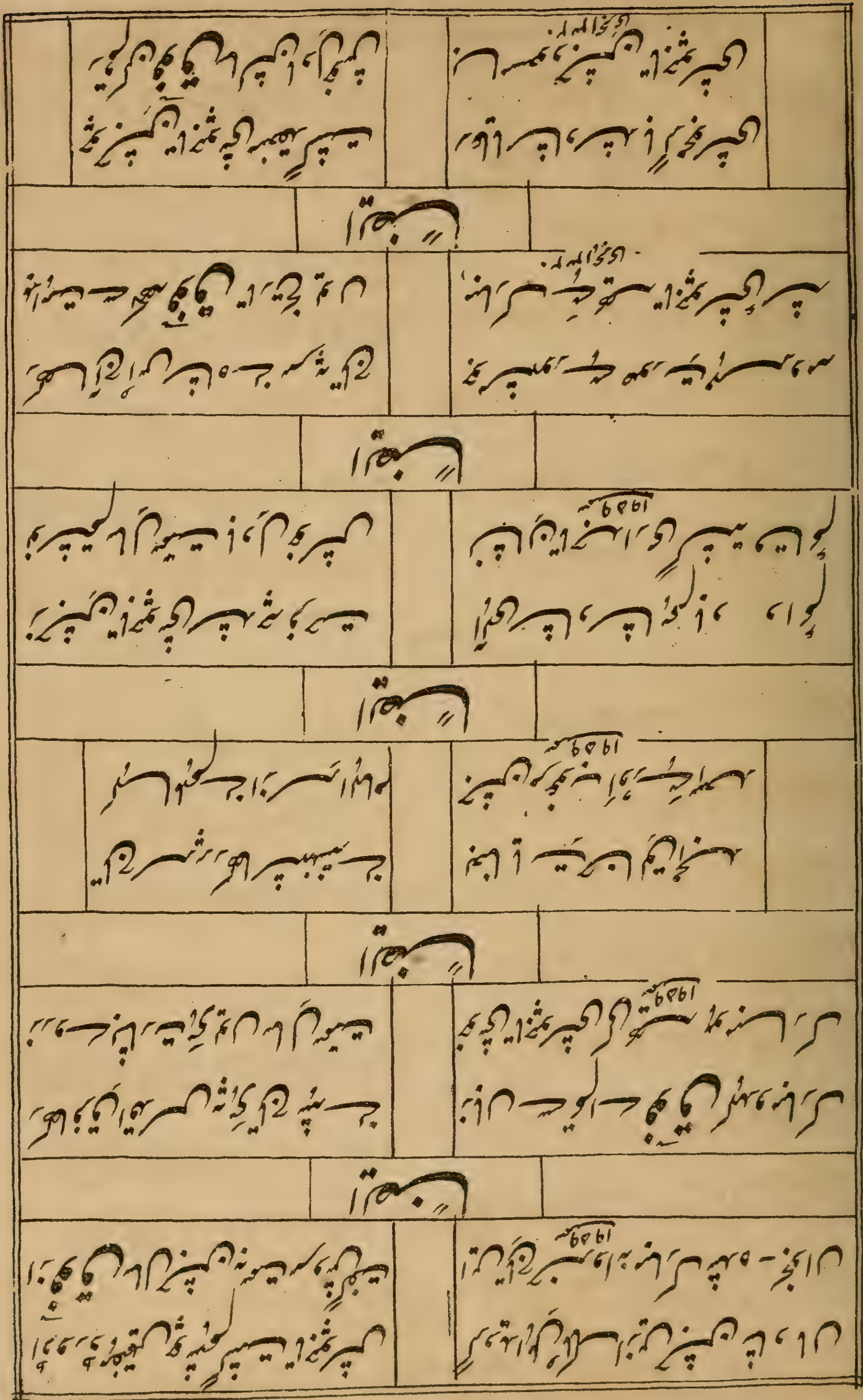
عمر ابد نصیب ہو۔ اقبال بے زوال
اختر دعا پہ ختم ہمارا سخن ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



از نتیجۂ فکر جناب مولوی انور حسین صاحب خلف مولوی احمد حسین صاحب دہلوی ملازم علاقہ سرکار نظام

مثل گل خندان نظر آتا ہے ہر پیر و جوان — کیا بہار عیش سے ہندوستان ہی گلستان
گلستان کیا بلکہ ہی رشک گلستانِ ارم — رنج و کلفت کا جہان باقی نہین مطلق نشان
شہرِ کلکتہ ہے رضوان اور دہلی ہے ارم — بلکہ رشکِ باغ علّیین و فردوس و جنان
نازِ ارم کو اسقدر اک چشمۂ کوثر پہ ہے — چشمہائے فیض ہین بے انتہا جاری یہان
بحرِ تہذیب و تمدن موجزن ہے ہند مین — ہین ترقی و فنون و علم کے دریا روان
امن و آزادی کی چلتی ہے نسیم جانفزا — خندۂ گل سے زیادہ دل شگفتہ ہے یہان
رنج گستاخیِ بلبل کا نہ خارون کی خلش — خطرۂ صرصرِ گلچین نہ اندوہِ خزان
گلشنِ فردوس کو یہ گل کہان ہونگے نصیب — کسکو ہوتی ہے میسر یہ بہارِ دلستان
ہین کہین لالہ رخان گلشنِ برطانیہ — ہین کہین بنگالہ و پنجاب کے سروِ روان
ہین کہین کرناٹک و مدراس و دکہن کے ملیح — ہین کہین گجرات و کشمیر و اودہ کے گل رخان
ہین کہین نیپالیان و لعبتان چین کہین — ہین کہین سنگہالیان و برہمی افغانیان
گوہر اک ہے اپنی وضع و شکل و صورت مین جدا — ہین مگر یکسان خوشی سے سب کے چہرے شادمان
اصل کیا اُن حور و غلمان کی ہے انکے روبرو — جو ہمیشہ رہتے ہون کنج خیالی مین نہان
اور اگر سچ پوچھئے تو ہے یہی جنت بڑی — وقت جو آرام و عشرت مین گذر جائے جہان
دیکھ لین اہل ارم بہی آکے دہلی اک نظر — انکو یہ جلوے نظر آئینگے جنت مین کہان
غلغلہ ہے کس جلوس میمنت کا خلق مین — کسکے دیدار کرم کے منتظر ہین انس و جان

وارد دہلی ہوے ہین شرق سے خورشید وار — بہر جشن کارونیشن نائب شاہِ زمان
جلوہ آرا کرزنِ عالی ہوے ہین مثل مہر — معہ حضورِ بدر کامل شاہِ محبوبِ زمان
ہین جلوسِ عالیہ مین ہند کے کل والیان — مثلِ نیرہاے تابان و درخشان و دمان
مہر و مہتاب و کواکب ہین تمام اہلِ جلوس — ہین سواری ہاے فیلِ کوہ پیکر آسمان
فوجِ قہار آگے پیچھے سب کے بہر احتشام — مٹ گیا ہے رعب سے جنکے بغاوت کا نشان
شوق کے نعرونسے آئے وجد مین اہلِ زمین — ہُرّے ہُرّے کی صداؤن سے اوٹھا گونج آسمان
مرد و زن جوشِ وفاداری مین سب مدہوش و مست — مستعد کُل جان نثاری کے لیے پیر و جوان
جسکو دیکھو ہے غرض جوشِ وفاداری سے پُر — جس طرف دیکھو اطاعت ہی اطاعت ہے عیان
کیون نہو اس ملک کی ایسی رعایا جان نثار — جسکے ایسے ہون وزیر اور ایسے شاہِ کامران
ایسے ہی ملکونسے مٹتا ہے فساد و شر کا نام — ایسے ہی ملکومین رہتی ہین ہمیشہ نیکیان
ایسے ہی ملکونکو کہتے ہین گلستانِ ارم — رحمتِ حق ایسے ہی ملکونپہ ہوتی ہے عیان
جان نثار ایسی رعایا ہی کا ہوتا نام ہے — ایسے ہی شاہونکو سب کہتے ہین شاہِ کامران
راحتِ جاوید ہوتی ہے انہی اعمال سے — بنتے ہین مردم انہین اوصاف سے روحانیان
شادکامی کا نہین انسان ہی پر انحصار — بلکہ آتے ہین نظر دیوار و در بھی شادمان
کیون ترقی ہو نہ اوس شاہِ زمان کے ملک مین — سلطنت مین جسکی سنگ و خشت کو بھی ہو امان
مسجدِ جامع کے حفظِ مرتبت اور احترام — اور میناروںکی رفعت سے یہ ہوتا ہے گمان
حق مین یہ سرکار کے گویا کہ کرتی ہے دعا — جذبۂ دل سے اوٹھا کر ہاتھ سوے آسمان

یا الٰہی رکھہ سلامت تو مری سرکار کو — دی مجھے جسنے زمانہ کے حوادث سے امان
کرتے ہین سرکار کے حق مین دعا لیل و نہار — اور آزادی سے پڑہتے ہین نماز اسلامیان
یہ رعایت مسلمون ہی پر نہین کچھ منحصر — مستفیض اس سے ہین گبر و ہنود و نصرانیان
کل مذاہب کی ہے یہ سرکار حامی و معین — ہے اسی کے دم سے قایم سب کا یکسان عز و شان
شہر کے باہر جو دیکھو تو ہے عالم اور ہی — طرفہ انداز و عجب سامان مہیا ہین یہان
ایمفی تھیئٹر ہے یہ جشن و جلسۂ دربار کا — یا کوئی قوسِ قزح سطح زمین پر ہے عیان
شامیانہ کارونیشن ایمفی تھیئٹر کا ہے یہہ — یا اُتر آیا ہے سایہ کیلیے نصف آسمان
جلوہ آرا ہین صدر مین کرزنِ عالی وقار — اور اپنے اپنے رتبے سے تمامی والیان
گفتگو لاتقنطوا من کی ہے آوازِ دہل — تاجپوشی کا ہے اعلان آیۂ رحمت نشان
یہ اسی شہزادہ کی ہے تاجپوشی کی نوید — شہرۂ آفاق ہے صدیون سے جسکا خاندان
رونق افروزی سے جسکی ہو چکا ہے شرف یاب — ملکۂ وکٹوریہ کے عہد مین ہندوستان
ہے یہ وہ ہی جشن جسکی اک زمانہ سے تھی دہوم — یہ وہی جلسہ ہے تہا مشتاق جسکا اک جہان
یہ وہ جلسہ ہے کہ اسکی زیب و زینت کے لیئے — آئے ہین یورپ سے امریکا سے اکثر مہمان
یہ وہ جلسہ ہے کہ جسکے ساز و سامان دیکھ کر — طائرِ عقل و خرد کے ہوش ہوتے ہین روان
ہین دو رویہ گورے کالونکی صفین آراستہ — یا قطار لالہ و سوسن چمن مین ہے عیان
ہے شعاعِ مہر سنگینون کی یا ہے یہ چمک — یا تصدق ہو رہی ہے دمبدم برق و مان
نغمۂ طوطی خوش الحان ہے یا آواز بینڈ — باعثِ تفریحِ طبع و راحتِ روحِ روان

سحر ہے افسون ہی یا جادو ہے یا ہے راگنی — سمع سے جسکے دلِ پژمردہ مین پڑتی ہی جان
تال دیہی دیہی اوسکے ساتہہ ہے طنبور کی — یا صبا بجوا رہی ہی برگِ گل سے تالیان
اڑ رہے ہین طائران قدس رنگارنگ کے — یا پئے سیر و تماشا اُترے ہین روحانیان
کارونیشن کا جلوس آئی ہین پریان دیکھنے — یا ہوا کی موج مین لہرا رہی ہین جہنڈیان
ہی گرج یہ رعد کی یا ہین سلامی کے یہ فیر — ابر گوہر بار ہے یا ہے یہ توپون کا دہوان
کیون ہی باغِ قدسیہ مین اسقدر شور و ہجوم — کسکے تابِ حسن کی ہی گرم بازاری یہان
کس کا ہی آراستہ اس جا مکان بے نظیر — دیکھکر جسکی بلندی سرنگون ہے آسمان
راجہ اندر کا محل ہے یا نمایش گاہ ہے — دیو اُٹھا لائے ہین کوئی یا پرستان سے مکان
ہین نمایان کلک قدرت کے یہ سب نقش و نگار — ہو رہے ہین صنعت و حرفت کے یا جلوے عیان
ہین یہ الماس و جواہر جا بجا آراستہ — یا کواکب چہوڑ کر سب آگئے ہین آسمان
پڑ گیا ہے تاب انکی دیکھہ کر زرد آفتاب — یا عروسِ شامِ جشن و وصلِ عشرت ہے عیان
کاکلِ شب ہین یہ رخسارِ شفق کے ساتہہ ساتہہ — یا چھڑکتا ہی گلال و مشک و عنبر آسمان
لالٹینین برق کی ہین یا ہر اک ہے آفتاب — کیمپ ہی اک اک جدا یا ہی جدا اک اک جہان
کیا چراغون کی یہ ہر سو ہو رہی ہے روشنی — یا ہین ہم انجم زمین پر آگئے ہفت آسمان
الغرض جنگل مین منگل ہو رہے ہین جا بجا — محوِ حسن و مستِ شادی ہو رہا ہے اک جہان
دوڑتی پہرتی ہین ریلین شہر سے ہر کیمپ تک — پہنچتی دم بہر مین ہین مثل نظر پانسے وہان
مسجد جامع کے آگے ہے یہ میدان وسیع — خلقت نوری و ناری کا ہی یہہ آشیان

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آج بیٹھا تخت پر ہے وہ شہنشاہِ جری
ختم ہین جس پر کہ اوصافِ رعیت پروری

نام ہے ایڈورڈ ہفتم اس شہ ذی جاہ کا
جسکو شایان ہے حکومت ہندو انگلستان کی

ذات پر اسکی ہین نازان رحم و انصاف و کرم
دولت و حشمت ہے ادنی اسکی لونڈی بنگئی

ہے وہ عادل منصف و کشور ستانِ دادرس
تیغ زن ناوک فگن والا مراتب اور جری

کیون نہ نازان ہو رعایا ایسے شاہنشاہ پر
کیون نہ ایسے شاہ کی قسمت کرے گی یاوری

یہ اسی شاہ جہان کی تاجپوشی کی ہے دہوم
اسکی ہی مسند نشینی کی ہے یہ ساری خوشی

یون دعا دینے لگا اس کو بصد فرح و سرور
اپنے دل سے جب کہ مین نے بات یہ ساری سُنی

اے شہنشاہ زمان جب تک کہ ہے دورِ جہان
شاد و خندان ہی رہے تو اور منصور و قوی

حاسدون کے شر سے ہو مامون تیری مملکت
کامیابی ہو تجہے بر آئے مقصود دلی

ہون سدا فتح و ظفر تیرے معین و ہمرکاب
اور رہے لشکر ترا ہر وقت مضبوط و جری

تخت اور دیہیم تجکو ہو مبارک حشر تک
اور ہو اس سے زیادہ دولت و حشمت تری

یہ لکھو سال جلوس شاہِ والا اے منیر
ہو مبارک تاجپوشی شاہ ہندستان کی
۰۲ عیسوے 19

از جناب الٰہی بخش صاحب اثرؔ از ریاست یوان

چمن میں آئی ہے بن کر عروسِ بادِ بہار — بڑے غضب کا ہی جوبن بڑے غضب کا نکھار
جمائے ہونٹوں پہ لاکھا ہے غنچۂ گلشن — لگائے آنکھوں میں سُرمہ ہے نرگسِ بیمار
ہر اک روش پہ ہیں شمشاد سرو استادہ — بنے ہوئے ہیں نہالِ چمن قدِ دلدار
وفورِ شوق مسرت سے آج سنبل نے — چمن میں کھول دیئے اپنے گیسوئے خمدار
ملا ہے آج گلِ سُرخ نے بھی گلگونہ — خوشی سے رنگ یہ چمکا کہ لال ہیں رخسار
زبان اپنی دکھاتی ہے ہر گھڑی سوسن — کچھ اس کے دل میں ہے شاید ارادۂ گفتار
برائے نذر بھرے اشرفی ہیں دامن میں — بنے ہیں اتو یہ گیندے کے پھول بھی زردار
لگے نہ آگ سی پھر کس طرح گلستاں میں — گلِ انار نے پہنا ہے جامۂ گلنار
انوکھے پھولوں کا پہنے ہے مالتی مالا — گلے میں ڈالے ہی آج ایک ہار ہار سنگار
چمیلی پہنے ہے چمپا کلی چمکتی ہوئی — گلے میں موتیا ڈالے ہی موتیوں کا ہار
وہ دیکھو نکلا ہے بن ٹھن کے اب گلِ چمپا — لباس سبز ہے اور اس پہ چمپئی دستار
اسی کا رنگ جما ہے تمام گلشن میں — حنا کا پنجۂ رنگیں ہے پنجۂ دلدار
نثار ہوں نین یہ کہتے ہیں پھول نسرین کے — نواری واری ہی جاتی ہی باغ میں ہر بار
ہزار شان سے پھولا ہوا یہ بیٹھا ہے — اُمنگ دل میں ہزارے کی ہو گی لاکھ ہزار

اگن نے جب سے الاپا ہے اپنا دیپک راگ — چمن کے ہو گئے روشن ہر اک در و دیوار
کریگی نغمہ سرائی ضرور کچھ یہ بھی — دبا کے پہلو میں بیٹھی ہے عندلیب ستار
بجاتی آئی ہے قمری بھی آج تو قانوں — بجا رہا ہے وہ ہدہد بھی خوشنما اسرار
جو جلترنگ سے ہے چست و چاق مرغابی — تو بط بھی رہتی ہے بربط سی خوب ہی ہوشیار
بجا رہا ہے اگر ہارمونیم ہریل — تو ہے بجانے کو طنبور تیتر اب طیار
ملا رہا ہے وہ دراج بھی دوتارے کو — چکور اپنے چکارے کے دیکھتا ہے تار
ملا رہا ہے وہ دراج بھی دوتارے کو — ملا رہا ہے وہ سرخاب بھی رباب کے تار
کمال رکھتا ہے گر نسر نَے نوازی میں — تو نسترنگ کے نس نس سے بھی ہے واقف کار
بجا رہا ہے سرتیجہ سرود خوش ہو کر — تو دست صعوہ میں سارنگی ہے مست بار
ملائے ہے جو ابابیل طبلہ و بایاں — تو مور نے کئے مردنگ کے بھی سر تیار
بگل بجاتا ہے بگلہ کھڑا ہوا لب جو — کہ ساکنانِ چمن سب کے سب رہیں ہشیار
بجائی آج تو لک لک نے خوب ہی ڈھولک — دکھائی خوب کڑاکل نے کینگڑے کی بہار
مجیرے کی ہے ممولہ کے ہاتھ میں جوڑی — تو دے رہا ہے بھجنگا بھی جھانجھ کی جھنکار
خروسِ صبح نے بانگِ اذاں وہ دی اگر — وہ کر رہا ہے پپیہا پیا پیا کی پکار
مزے مرتبکی جو چنڈول نقلیں کرتا ہے — تو محو رقص ہیں مور اور کبکِ خوش رفتار
بھرا ہے آج تو بہری نے خوب ہی بہروپ — طرح طرح کی بناتی ہے شکل یہ ہر بار
مئے طرب کے چھلکتے ہیں جام گلشن میں — نشاط و عیش و مسرت کا گرم ہے بازار

مطلع ثالث

ہمارے مطلع ثالث کا کیوں بڑھے نہ وقار — کہ اس میں ہے شہ ذی شاں کی مدح کا اظہار

[illegible]

کیا کہون کس ناز سے ٹھکر دیا اوسنے جواب — گلشنِ قدرت ہے کہتے ہین جسے باغِ جہان

ہر جگہ پھیلا ہوا ہے صنعتِ خالق کا رنگ — باغ کی کیا اصل ہین گلزار ایسی بستیان

اک شگوفہ اوس کی قدرت کا دکہاؤن ہین تجھے — دیکھ لے چلکر بہارِ شہرِ دہلی کا سمان

مسجدِ جامع ہے کافی دل کی فرحت کے لیئے — ہر جماعت سے سُنا جس کی بزرگی کا بیان

ہے عمارت سنگ کی پر سنگِ غم اوسمین نہین — آستان ہے منزلِ مقصود کا سنگِ نشان

سُننے والا چاہیے کہتے ہین پتھر صاف صاف — تھے کہان دیکھو ہمین قسمت نے پہنچایا کہان

دلکشا صحنِ منور خوشنما محراب و در — وہ بلند اوسکے مُنارے مثلِ آوازِ اذان

دستِ صنعت تو نہین پر نام صانع کا رہا — لامکان جو ہے بنایا نام سے اوسکے مکان

گھر ہین بندون کے بھی گلزارِ جہان مین منتخب — چل بسے بُلبُل، مگر موجود ہین خالی آشیان

ہین عماراتِ سلاطین مین عجب نقش و نگار — جو نہ واقف ہو وہ سمجھے۔ ہین یہی قصرِ جنان

نور کی منزل جو ہے مشہورِ عالم تختگاہ — تاجدارِ مشرقی پر جس کی رفعت ہے عیان

کھولنے اور بند کرنے مین صدا دیتا ہے در — بے نشانون کی نشانی ہے یہ عبرت کا مکان

دورِ عشرت ہے مگر عبرت سرا ہین آجکل — آکے اُترا ہے ولایت سے خوشی کا کاروان

ملکۂ وکٹوریا کا جانشین ہے زیبِ تخت — اندنون لندن کا ہر کوچہ ہے رشکِ بوستان

کچھ سمجھکر حکم دہلی مین دیا دربار کا — ہم پہ ظاہر ہوگیا فرمانروا ہے قدردان

سیم و زر کی کیا حقیقت یہ تو ہاتھون کا ہے میل — نذر کو حاضر ہین اہلِ ہند لیکر نقدِ جان

وان چشمۂ فیض کا جاری جہان اوڑتی تہی خاک — انتظامِ مملکت سے ہے رعایا شادمان

معدلُ النہار بر دائرۂ جلوس میمنت مانوس تاجداری قیصر زمان شہنشاہ ہند و انگلستان
ملک معظم جناب ایڈورڈ ہفتم زاد اللہ عمرہ و سلطنتہ از ترشّح طبع رسا محمد شہباز خان
مسّوانی متخلص بعاصی سبز آبادی معروف بکول ضلع علیگڈہ

زبان خامہ سے پڑھتا ہون پہلے حمد قدیر
کہ جسکا حکم ہر ایک شے مین ہے ظہور پذیر

اوسیکے وصف مین خورشید صبح دم آکر
کرے ہے سورۂ والفجر کی بیان تفسیر

اوسیکے ذوق مین ہر شام سورۂ والّیل
پڑہے ہے آکے ستارونکے ساتہ بدر منیر

اوسیکے نور کا غازہ ہے دن کے چہرہ پر
تو شب کے منہ پہ ہے انجم کی چادر تنویر

نصب کیا ہے اوسینے یہ خیمۂ گردون
بچھایا فرش زمین کو پئے غریب و امیر

ہر اک شجر سے نکالا ہے اوس نے دانہ کو
ہر ایک دانہ سے پیدا کیا درخت کبیر

ثمر کے جسم سے موجود گر شجر کو کیا
تو پھر شجر سے ثمر کی یہان ہوئی توقیر

کھلائے گلشن دنیا مین پھول رنگ برنگ
وہ نخلبند ہے ایسا نہین ہے اوسکا نظیر

اوسینے باندھا ہے پانی پہ خاک کا یہ پل
لگائے جسمین پہاڑون کے بند اور زنجیر

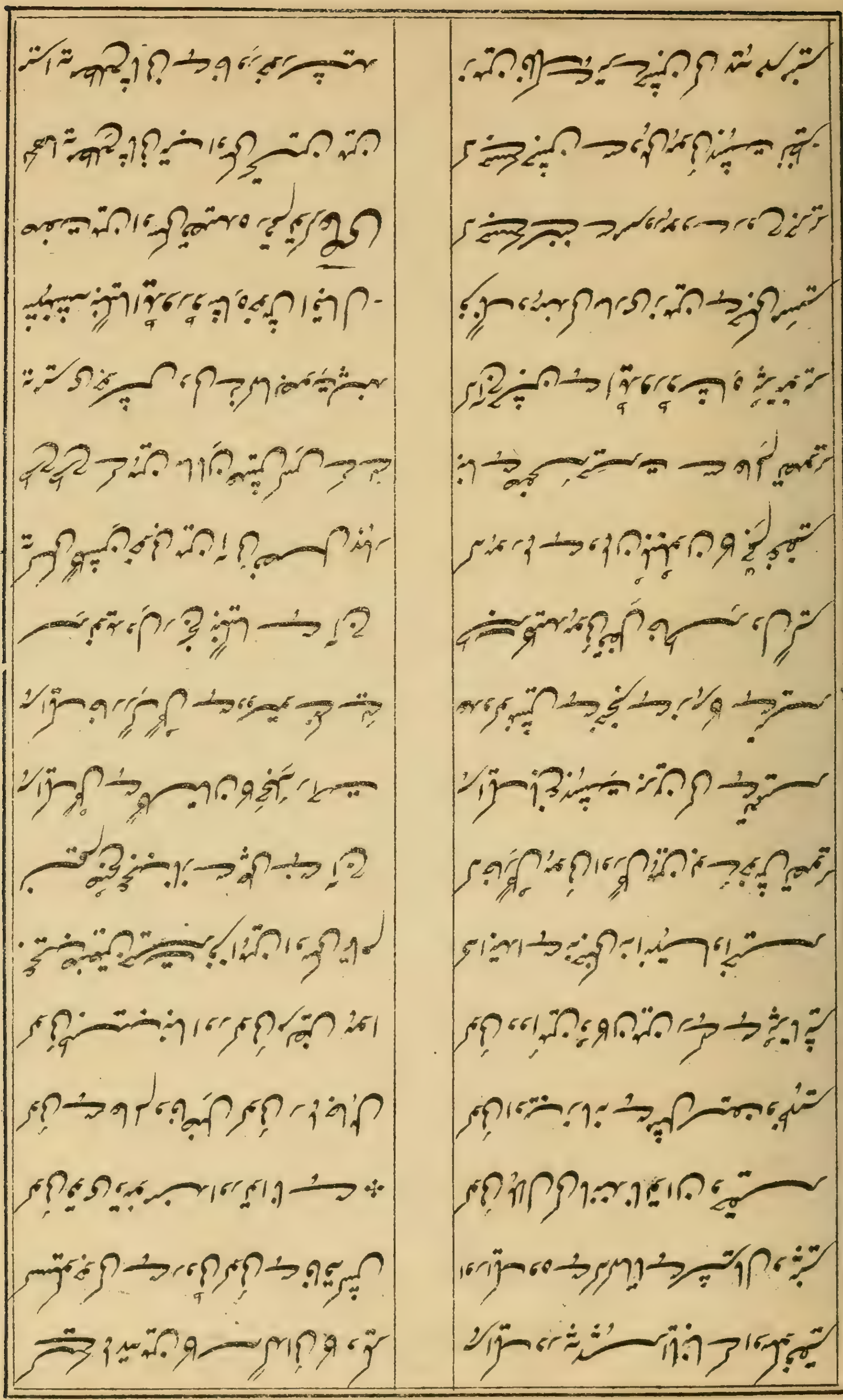
تمام قافلے انسان وجن وحیوان کے
ہمیشہ رہتے ہین اس راستے سے منزل گیر

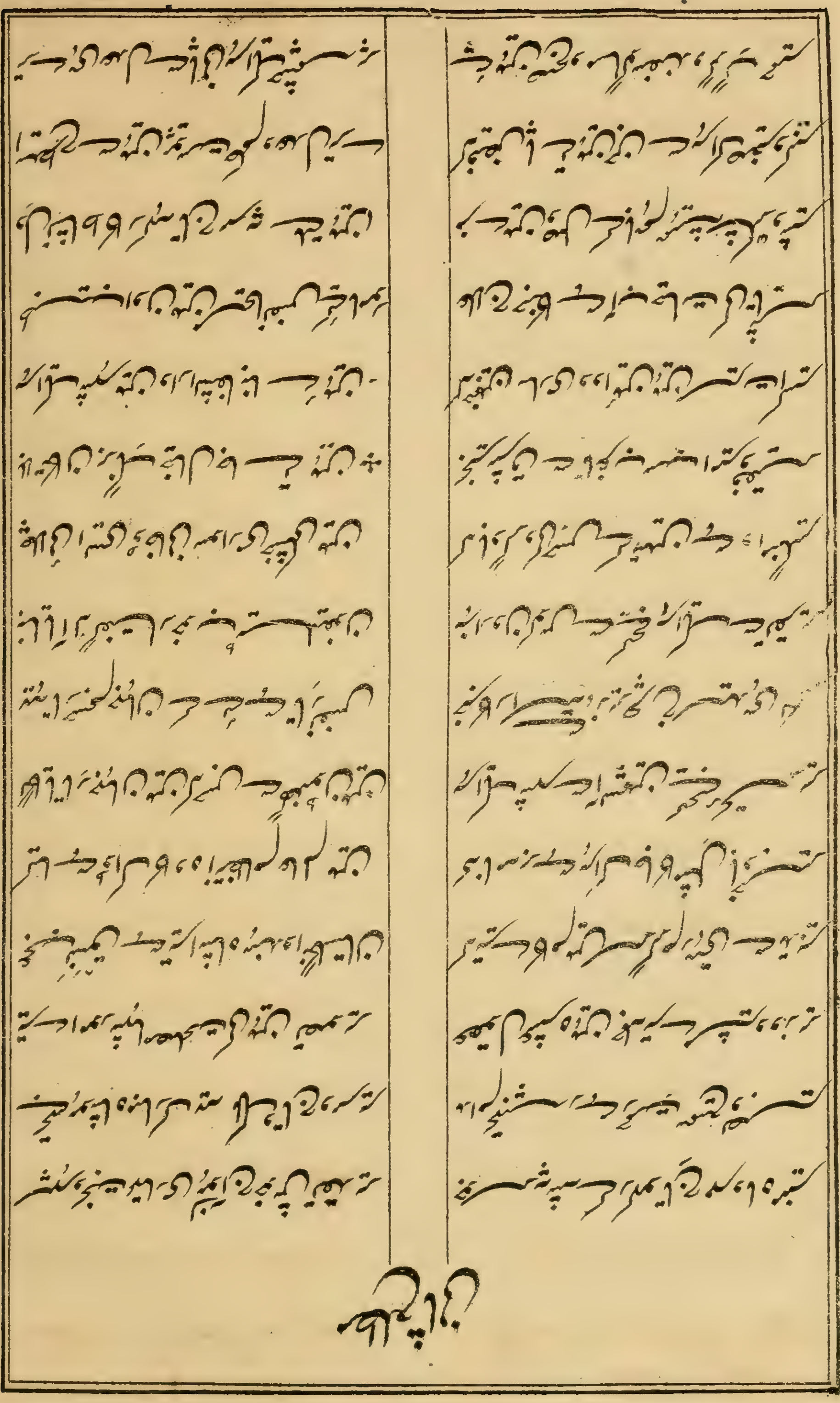
ہر ایک کوہ بلندی سے بنگیا موسےٰ
کہ ہو رہا ہے وہ گویا خدا سے ہم تقریر

جدھر کو دیکھو عیان ہے اوسیکی جلوہ گری
مگر جو دیکھئے صورت تو ہے وہ گوشہ گیر

وہ ایسا شاہ دو عالم کہ جسکے سارے کام
ہمیشہ رہتے ہین جاری بلا صلاح وزیر

کسیکے سر پہ رکھا تاج بادشاہی کا
بنایا اوسکو اولوالعزم شاہ عالمگیر





تمام ہند کے ہر شہر اور قصبہ مین ۔ ہر ایک علم کی تعلیم گاہ کی تعمیر

ہمیشہ پاتے ہین تعلیم خاص و عام اونین ۔ بنا ہے علم کے دولت سے ہر صغیر و کبیر

کیا ہے حرفت و صنعت کو جا بجا جاری ۔ کہ جلد کام بھی ہو اور حصولِ زر ہو کثیر

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ۔ رعایا شاد ہو اور گنج شاہ کی توفیر

جدھر کو فوجِ ظفر موج تیری تاخت کرے ۔ تو پاے لشکرِ دشمن مین ہو اجل زنجیر

جدھر روان ہو طلیعہ ترا شہنشاہا ۔ تو فتح آکے ہو حاضر مع عدوے شریر

ہے تیری توپ کا ہر قلبِ آتشِ سوزان ۔ سراپا شعلۂ قہرِ خدا تری شمشیر

ہے فرقِ جنگ وننا قلبِ موت تیری فوج ۔ کہ ہوئے لشکرِ اعدا ابھی جسکو دیکھہ اسیر

تیرے سپاہی کی للکار وقتِ غیظ و غضب ۔ عدو کی فوج کو ہووے صداے کشکنجیر

نہین پسند کبھی دل کو تیرے خون ریزی ۔ مریض کی تیری دہشت سے بند ہو نکسیر

وہ آج ہے خوشی کا کہ باد و گرد و غبار ۔ بنین وہ گلشنِ دنیا کے حق مین ابرِ مطیر

وہ آج دن ہے کہ ہر درد و رنج ہو راحت ۔ وہ آج دن ہے کہ ہر گھر مین ہووے عیش کثیر

وہ آج دن ہے کہ ہر شخص کو ہے آزادی ۔ کرے وہ عرض شہنشہ سے اپنا حالِ ضمیر

ادب سے کرتا ہون کچھہ عرض مین بھی گر ہو قبول ۔ تو سُن لے غور سے اے بادشاہِ خوش تدبیر

خدا نے تجھکو بنایا ہے شاہِ ہند و فرنگ ۔ ہر ایک مُلک ہوا تیرے حکم مین تسخیر

تیرے نظام سے مجھکو یہ سخت حیرت ہے ۔ کہ جسکو دیکھیئے رہتا ہے شاکی و دلگیر

کسیکو کاغذِ اسٹام کی شکایت ہے ۔ کہ استغاثو نہیں ہوتا ہے اس سے صرف کثیر

مثنوی مع قطعہ تاریخی طبع زاد حاجی الحرمین جناب سید تجمل حسین صاحب جلالپوری نزیل بمبئی شاگرد رشید حضرت مولانا تائب شاہجہان پوری

الٰہی رحم کن بر حال مخلوق — تو رزاقی دو عالم از تو مرزوق
چنان افراختی این طاق خضرا — کہ مثلش نیست اندر چشم بینا
شہان را ساختی تزئین اورنگ — کشیدی بر عذار صاف گلرنگ
گدایان راز فیض دست سلطان — لبالب ساختی کچکول امکان
بہ نیسان دادۂ گوہر فشانی — سبک بر کوہ گرداندی گرانی
بجان عاشقان الفت نہادی — بایذا دست معشوقان کشادی
ز انوار شب جشن جلوسی — چراغان کردۂ بیت عروسی
شہے بنشاندہ بر تخت لندن — کہ شد از مقدمش ظلمات روشن
خضر را از قدومش سبز بختی — مسیحائی از و ترفیہ سختی
ز انعامش زمانہ سیر گشتہ — ز عدلش برہ ہمچون شیر گشتہ
زجود و داد آن مشہور آفاق — کہ پندار و خرد شد جام ارزاق
کفش دارد بہ قبضہ دست امید — پے باب ظفر مفتاح تائید
بہر جانب کہ رو آرد پئے جنگ — باعدا جامۂ ہستی شود تنگ
شمار و چون کسے تعداد افواج — بگیر د خون او رنگ رخ عاج
شجاعت لشکرش را ہمعنانی — سخاوت دولتش را پاسبانی

بهار شاهیش فصل گل تر　　صفای انتظامش آب گوهر
بزیر سکه اش هر هفت اقلیم　　بملک ایمنش تدریس و تعلیم
نفاذ حکم او تیر قضای　　رواجش را بگو ظل همای
فلک در زیر امرش خاک کردار　　زمین از نور فضلش آسمان وار
عدو در خون نشان شمشیر قهرش　　نماید صورت تریاق زهرش
به روم و شام و چین و هند جاری　　مناشیرش بفیض حکم باری
کشد جان عدو از جرم زرقی　　بجذب امتثال تار برقی
بسلطانیش ظاهر شد طلسمات　　بسان ریل اندر سند و گجرات
چنان اقبال و اجلالش نمایان　　که رنگ نور از رخسار ایمان
صناعات ست ز انسان و رعایا　　که گیر و قبض از هر یک برایا
اگر یک یک صناعت بر شمارم　　هزاران دفتر دیگر نگارم
ز اسپ و فیل و اشتر در سواری　　نماید قدرت پروردگاری
چرٹ زیبافتن از مقدم پاک　　کند پست از جلالت اوج افلاک
در دولت برای فرق شاهان　　ز سجده ناصیه افروز دوران
اگر حکمش نماید دور باشی　　نسازد ابر نیسان قطره پاشی
کشد امرش زبان از خلق خاموش　　کند نیش شراب نیش را نوش
اگر فرمان به زنگستان رساند　　سوادش را سپیدی نور داند

از نتیجه فکر جناب سلامت علیخان صاحب سلامی پنشنر تحصیلدار از ریاست کپورتهله ضلع جالندهر

طلوع مهر فلک طشت زر فرا دارد — که تاج شاه معظم بپا هما دارد

یقین شود که سر او رسد به چرخ برین — خیال مدح شه نامور گدا دارد

صریر کلک بدستم ز فیض مدح او — هوای بلبل مستانه در نوا دارد

قلم چو شاخ نبات است قطره آب حیات — مرصعه کاری تحریر پر ضیا دارد

بکاغذی که نوشتم ثنای والایش — برنگ چادر اطلس فلک جدا دارد

قلم تراش قلم را نگاه محبوبان — که مشک آهوی مستانه طوطیا دارد

ز شان و شوکت شاهی فلک به تعظیمش — خم کمر چو کمانِ فلک دوتا دارد

جلوس شاهی ازان میزند صلا پیهم — که در جوابِ فلک این فلک جدا دارد

ازان هوس فلکِ پیر در حضور تست — که مشتِ خاکِ رهش حکم کیمیا دارد

فلک بجلوه تاج مرصعه نگران است — هزار شمس و قمر بر سرش فدا دارد

شهی ز تاج و نگین سکه میزند بزمان — زمین ز صیتِ شهی در سکوت پا دارد

ز بخشش تو شود کشتی گدا پرور — فلک پراست نه در راهِ خود خلا دارد

تمام هند ز دل در دعای خیرِ تست — کند نه گم ره خود چون تو رهنما دارد

هوای کشور هندوستان وزد سوئت — که او بعهدِ امان وقت جانفزا دارد

ز فیض تست که هندوستان شده بیدار — سحری که از سر بالین خود فرا دارد

ز تاج پوشی اڈورڈ هفتم اے گردون — زمان بعیش و طرب عالمی چها دارد

[illegible]

جلوس او که بیاراست کمپ دردهلی — نشان منتظم طبع بر ملا دارد
چنان جلوس بیک نقطهٔ پر کلکش — چو صفر هیئت آمال گوشه ها دارد
لیاقتش چو بمیزان عدل سنجیدند — نه پله امن ثقالت چو کوه پا دارد
صفای مشرب او در جهان منادی کرد — برنگ منظر پاکان دلی صفا دارد
عجب جلوس شهی جلوه داد در عالم — ز بخت دهلی شاهان نظارها دارد
جوان به بخت و جوان دولت و جوان اقبال — ز دو فنونی خود نوجوان قبا دارد
ثبوت میدهد از هیبت جلال او — فلک بدست خود از کهکشان عصا دارد
جلوس تخت نشینی ورا مبارک باد — تراز لطف برین مرتبت خدا دارد
گدای گوشه نشین را دماغ شاهی نیست — خیال لایق تخت شهی کجا دارد
سلامی از ره صدق دلی دعائش خوان — نه مشکل است گداکار با دعا دارد
ولی کلام کنم تازه بهر اهل سخن — مشام ناطقه آئین من رسا دارد
از آنکه فیض ثنایش مرا معطر کرد — سرم ز بار مِنَّت تاک فلک فرا دارد
زمانه تامی و ساقی به بزم اهل طرب — برنگ دست کرم جام گل فرا دارد
براکعین مساجد که شوق تقوه شد — بعاکفین کلیسا که دل فدا دارد
بغنچهای سخن فکر بوی اهل سخن — چو عقد نافه باجزای اورسا دارد
بحکم رانی ظل اله ز تاج و نگین — شهان که هر یک از آن چتر خوشنما دارد
بنغمه های مغنی که صیقل دل هاست — هوای شورش مستانه در قفا دارد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

جب نسیم آئی شگفتہ ہوا خاطر کا کنول
جب شمیم آئی تو سونگھلا گئی وہ مُشکِ تتار

دیکھ کر دیدۂ نرگس کو ہوا ہے سکتہ
جم گیا گلشنِ آفاق میں کیا رنگِ بہار

روشوں پر عجب انداز سی چلتی ہے نسیم
چال سے جس کی ہوا دفع ہوا صبر و قرار

کہیں طنبور و نَے و دف کی صدا آتی ہے
بج رہا ہے کسی جا چنگ و رباب اور ستار

چلتے آہستہ جو ہیں بادِ صبا کے جھونکے
مارتی موجیں ہیں کس لطف سے اُس دم انہار

نور کا ایسا سماں دہر میں ہے جلوہ فزا
روشنی سے ہیں منوّر در و بام و دیوار

دیکھ کر صورتِ پُر نور کسی دلبر کی
کفِ عاشق سے مرخص ہوا ہے صبر و قرار

وہ دکھایا ہے اثر انوارِ سحر نے جوبن
ذرّے ذرّے سے ہیں خورشید کے پیدا آثار

ایسے ساماں ہیں بہم بزم میں با صد عشرت
جامِ صہبا کا ذرا ٹوٹنے پاتا نہیں تار

کیفیت ابرِ سیہ کی ہے دلاویز عجب
تازگی بخشِ خواطر ہیں جو پڑتی ہیں پھوار

گلے ملتے ہیں جوانانِ چمن بڑھ بڑھ کر
نشۂ عیش میں اس درجہ ہوئے ہیں سرشار

بھاگی جاتی ہے دبائے ہوئے دُم اپنی خزاں
جب سے سُن پایا کہ آتے ہیں اب ایامِ بہار

باغ میں ایک ہی ساتھ انکی نمو ہے ظاہر
نخل اُگے پھول کھلے اور پھلے سب اثمار

کیا عجب ہُن کی طرح موتیوں کا مینہ برسے
ابر اُمنڈا نظر آتا ہے دکن سے ہر بار

کروں کس مُنہ سے ادا مبدأ فیاض کا شکر
مجھکو ہر اک سے انوکھا دیا طرزِ گفتار

لطف ہر طرح کا پایا جو زباں میں میری
بند کی بلبلِ خوش لہجہ نے اپنی منقار

آبِ کوثر سے زباں دھو کے عطا کی ہے مجھے
کروں کس طرح ادا شکر خدائے غفار

قہر ہے ایسے مواقع پہ خموشی اے **فوق** — تم بھی اک تازہ مضامیں کا لگا دو انبار
مدح کا وقت ہے وہ مطلعِ پُرنور لکھو — کہ دہن موتیوں سے پُر ہو صلے میں ہر بار

مطلعِ ثانی

نخل اُگے آئے نہالانِ چمن میں اثمار — عندلیبانِ چمن سے کہو آئی ہے بہار
اے درِ بحرِ سخا و کرم اے نیک آثار — ہفتم اڈورڈ شہنشاہِ زمن کوہِ وقار
آپ کا عہدِ حکومت ہے نہایت ہی سعید — کیوں رعایا نہ رہے دل سے دعا پر تیار
یک قلم غدر و بغاوت کی ہوئی بیخ کنی — حکمران جب سے ہوئی ہند میں برٹش سرکار
واہ رے عدل اگر سونا اُچھالیں سرِ راہ — رہزن و دزد نہیں ہاتھ لگاتے زنہار
نگرانی پولس کی ہے یہاں تک دہشت — کہ چراتے نہیں مضموں بھی سخندانِ دیار
عدل وہ عدل سنا کانوں نے جس کا نہ نظیر — رحم وہ رحم کہ ممکن نہیں جس کا اظہار
ایک ہی گھاٹ پیا کرتے ہیں یہ سب پانی — وار کر سکتا نہیں میش پہ گرگِ خونخوار
زیردست اور زبردست برابر سب ہیں — شیر کر سکتا نہیں ہے کسی آہو کا شکار
مذہبی فرض ادا کرتا ہے ہر اک اپنا — اس میں ہندو ہو و یا مسلمِ نیکو کردار
بےخطر سب کو ہے آزادیٔ مذہب حاصل — نہیں ہو سکتا مخل کوئی کسی کا زنہار
ریل گاڑی نے عجب ملک کو بخشی رونق — گرم کیا خوب تجارت کا ہوا ہے بازار
منزلیں جو کہ مہینوں میں ہوا کرتی تھیں طے — ختم ہوتی ہیں وہ گھنٹوں میں [illegible]
لوگ کہتے تھے سفر کو جو سقر وہ ہے ظفر — کرو آرام سے اب سیرِ دیار و امصار

سینکڑوں کوس کا ہے بُعد مسافت جس جا
دیکھو اک دم میں پہنچتی ہے وہاں کی اخبار

ورنہ ممکن تھا کہ یوں جلد پہونچتیں خبریں
تار برقی کے ہیں وسائل یہ سارے آثار

ڈاکخانے ہیں گئے سرکار نے قائم ہر جا
کہ رعایا کرے حالات کو باہم اظہار

ایسی کثرت سے مدارس ہیں پئے کسب علوم
کہ جہالت کے ہوں معدوم دلوں سے آزار

انکی سُرعت کو نہ پوچھو جو دُخانی ہیں جہاز
ریل گاڑی سے ہوا تیز ہے جن کی رفتار

یورپی ساخت کی اشیا ہیں وہ نایاب و نفیس
کام میں لاتے ہیں خوش ہو کے صغار اور کبار

اے شہنشاہِ زمن گوہرِ دریائے شرف
خوش رہیں آپ بافضالِ خدا لیل و نہار

مرض سخت سے خالق نے عطا کی صحت
شکر صد شکر دُعاؤں نے دکھائے آثار

بعد صحت کے رکھا فرق پہ تاج زریں
ہندوالوں کے ہوئے طالعِ خفتہ بیدار

کیسا مسعود تھا روزِ نہم ماہِ اگست
کہ ولایت میں ہوا جشن کا قائم دربار

سالِ تاریخ کا آیا جو میرے دل پہ خیال
چرخ سے حضرتِ عیسیٰ کی سُنی یہ گفتار

تاج پوشیِ شہنشہ کا ہو جشنِ اسعد (سنہ ۱۹۰۲ء)
کرو تاریخ دُعائیہ مسیحی میں شمار

پایۂ تخت جو اس مُلک کا دہلی ہے قدیم
دن دکھائے وہ خدا دیکھوں وہاں کا دربار

کارفرما و مشیر ایسے ملے شاہ کو ہیں
دم میں کرتے ہیں جو حل عقدۂ دشوار گزار

مُلک کا کام سمجھتے ہیں وہ ذاتی بے شبہ
کریں انجام نہ کس طرح سے ہو کر بیدار

کامیابی کی ہے بے شک یہ دلیلِ بیّن
سر محنت سے نہیں ہوتے کبھی یہ زنہار

وقت کی قدر بدل کرتے ہیں ہر دم یہ لوگ
تاک جھانک اپنی یہ رکھتے ہیں گھڑی پہ ہر بار

ان کو خالق نے عطا کی ہے دماغی قوت — ہو نہ تحمیل یہ کس طرح سے کارِ دشوار

نائبِ سلطنتِ ہند گورنر جنرل — لارڈ کرزن ہیں جو اس عہد میں نیکوکردار

دیکھکر طرزِ تمدن کو یہ سب کہتے ہیں — تجربہ کار نہیں دوسرا ایسا زنہار

اُن کی اسپیچوں سے ہوتی ہے لیاقت ظاہر — کیوں کہیں اہلِ بصیرت نہ اُنہیں پختہ کار

سینہ گنجینۂ حکمت ہے سراسر اُن کا — ہو نہ کس طرح سے حل نکتۂ دشوار گذار

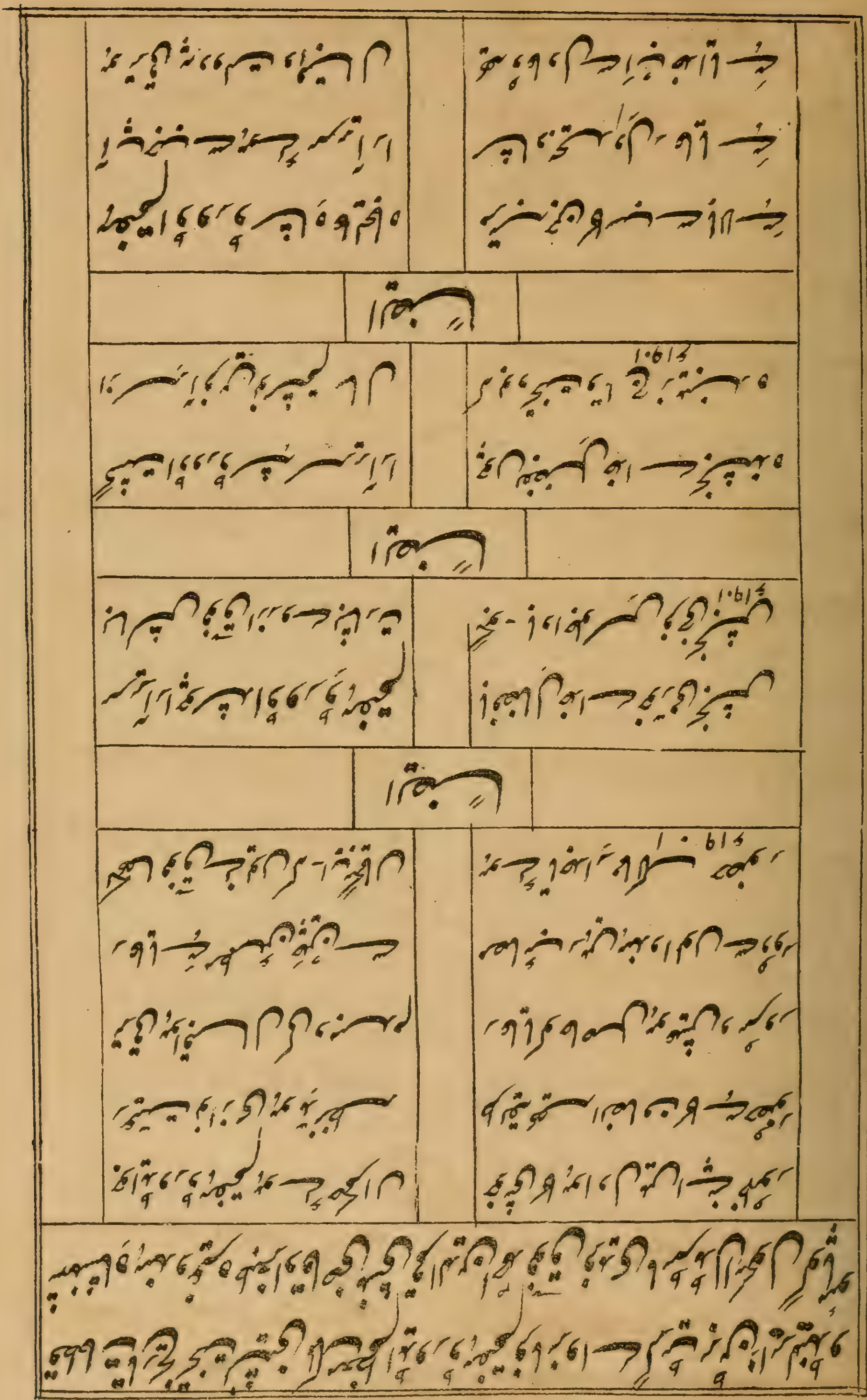
جی۔ ڈی۔ لاٹوش ہیں لفٹنٹ گورنر ایسے — جن کی خدمات کو مانے ہوئے ہیں اہلِ دیار

بس بس اے فوق ہو خاموش نہ دو طولِ سخن — کہ ہوئے اچھی طرح دل کے مطالب اظہار

وقت آپہنچا دُعا کا یہ مناسب اَب ہے — ہاتھ اُٹھا بہرِ دُعا ختم کر اپنی گفتار

یاالٰہی رہیں آفاق میں یہ سب خُرم — تہِ دل سے ہے رعیّت کی دُعا لیل و نہار

ہو بد اندیش ہیں سرکار کے پامال رہیں — ان کا اقبال ترقی پہ رہے لیل و نہار



ایضاً

چواڈورڈ ہفتم دربجبر حشمت
بہ تخت حکومت شدہ جلوہ فرما

دلِ فوق در پارسی سال گفتہ
کہ۔ اورنگ فرخندہ و نیک بادا

۱۳۱۰ پارسی

ایضاً

بافضالِ خداے پاک جب اڈورڈ ہفتم سنے
کیا حاصل مبارک وقت میں اورنگ دولت کا

ہوا الہم نے سالِ پارسی ای فوق جب خواہاں
ندا آئی۔ زہے مسعود ہے اورنگ حشمت کا

۱۳۱۰ پارسی

ایضاً

اے حضور اڈورڈ ہفتم شاہِ عالی مرتبت
دے ترقی آپ کے اقبال کو ہر دم خدا

آپ کے بھی عہدِ نصفت میں رعایا خوش رہے
کام وہ ہو آپ سے جو عدل کا ہے مقتضا

ہر مجسٹی اپنی ماں کی طرح نام آور رہیں
ہو نگاہِ رحم ہم ایسی رعایا پر سدا

ہم رہیں ہر دم مصیبت اور تکلیفوں سے دُور
آپ سے ہے عاجزانہ بس یہی اک التجا

ذاتِ عالی کو سلامت رکھے ربِ دوجہاں
رات دن رہتی ہے یہ مداح کی ہر دم دُعا

آپ کی عہدِ حکومت میں وہ آسائش رہے
ہو تہِ دل سے دُعا گو تا کہ سب خلقِ خدا

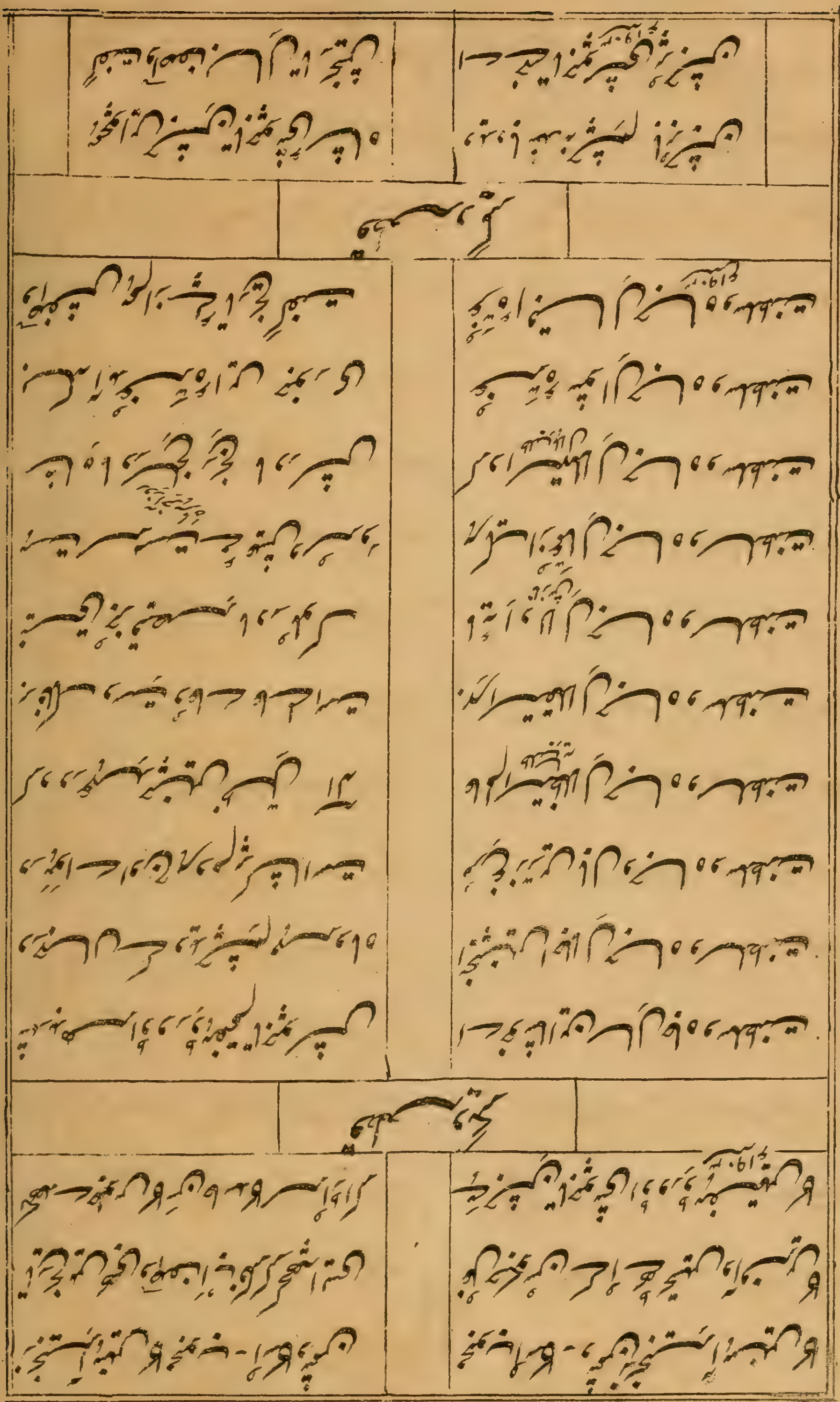
کالے۔ گورے پر رہے یکساں عنایت کی نظر
دابِ شاہی اور حکومت کا یہی ہے اقتضا

جو کہ اعدا ہوں رہیں مقہور یارب وہ مدام
ذاتِ عالی کی زمانے میں رہے کشور کشا

ظلِ شفقت سر پہ ہم لوگوں کے یوں قائم رکھو
آپ کے الطاف کے ہوں ہم ثنا خواں جابجا

ہو ظہور اس کا کیا ہے جس نے جو کچھ التماس
آرزو دل کی یہی ہے اور یہی ہے مدعا

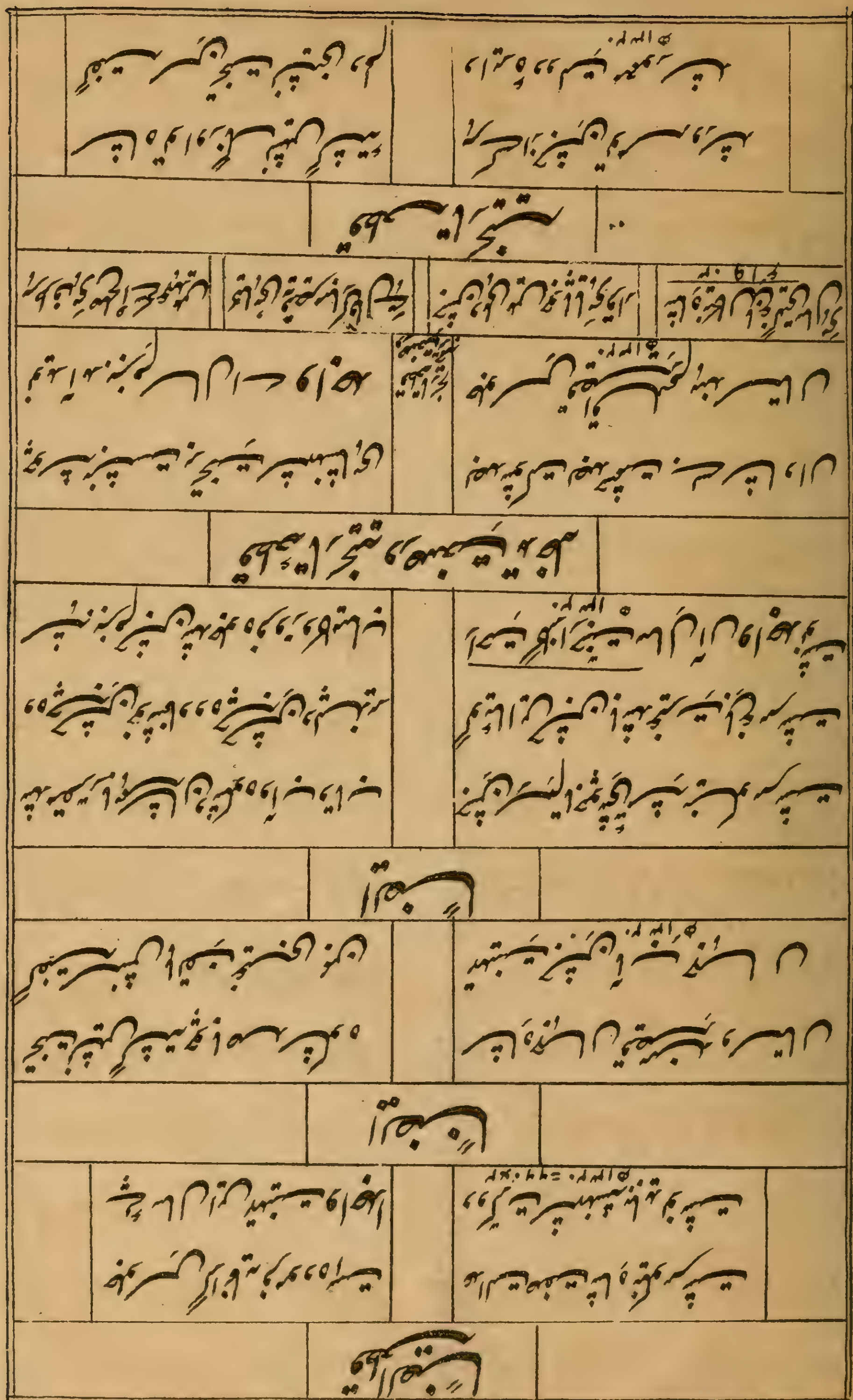
فوق نے سالِ دُعائیہ لکھا سنت میں یوں
شوکت و اجلال افزوں ہو سکندر سے ترا



[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]



مرنے والے جی گئے محتاج خانوں کے سبب — قحط کے ماروں نے پائی زندگی بارِ دگر

پاتے ہیں لاکھوں مریضِ جاں بلب اکثر شفا — ہر شفا خانے میں اعجازِ مسیحی ہے مگر

فیضِ سرکاری سے ساری مشکلیں حل ہو گئیں — سہل ہے دشوار اور آسان ہے سیر و سفر

ریل کو کیونکر نہ ہم تختِ سلیمانی کہیں — طاقتِ پرواز حاصل ہمکو ہے بے بال و پر

ملتی ہے کار آمد و ارزاں ہر اک شے ہر جگہ — کسنے دیکھیں یا سنیں تھیں ایسی چیزیں پیشتر

گر ہزاروں کوس ہمسے دور ہو کوئی عزیز — خیریت دم بھر میں سن لیں تار برقی بھیجکر

قدردانی مہربانی ویسرائے ہند کی — شوق او صنعت کو ہے کاریگروں کے کارگر

ہے مدارس کی ترقی باعثِ ایزادِ علم — ہے نمایش کی تسلی وجہہِ ترغیبِ ہنر

کیوں نہ اقبالِ شہنشاہی فزوں ہو دمبدم

لاکھ جاں سے ہوں جو مصروفِ دعا لاکھوں بشر

بویژه مسلمانان بفهمند کش چو سلطانان — بدربارش چو ارکانان دُعاگویان بدفترها

سکندر رائے حکّامش بملکِ ہند بر کامش — چو لارڈ کرزن از نامش بود فخرِ گورنرها

بہنگامیکه بُد ظلمت برآمد مہرِ این دولت — شده مغرب بصد شوکت تجلّی بخشِ خاورها

بدورِ پاستین بنگر که اینجا بُد چه شور و شر — بغفلت والیِ کشور بہر دل نیش و نشترها

کجا آن شورِ بربادی کجا این امن و آزادی — کجا آن زہرِ بیدادی کجا این نوش و شکّرها

خدا چون خواست بخششها بحالِ ما نوازشها — بمالِ ما فزائش ها گزیدا اورا بقیصرها

بعہدِ معدلت عَہدش بہشت آئین شد ہندش — بود ذاتِ خردمندش چمن پیرا به منظرها

بدست آمد چه نعمتها رعیت را بعشرتها — چنان گذرد براحت ها بہم دَدْ و نه اژدرها

چه آسائش چه آرائش چه ہر دم بافزائش — خزان زین باغ در کاہش که ماموں شد ز صرصرها

بپاسِ مُلک افواجش که مثلِ قلزم امواجش — ز اعدا گرد آماجش تفنگ و تیغ و خنجرها

زبہر دادِ مظلومان عدالتہائے عالیشان — بعدلِ کسروی یکسان چه بُزها چه غضنفرها

نه فرقِ ابیض و اسود نه پاسِ مال و زر آمد — که مہرِ عدل مے تابد به کہترها و مہترها

ہم آزادیست ادیان را چه ہندو چه مسلمان را — بجا آرند ارکان را به مسجدها و مندرها

نہارست سیرابی بکشت و زرع شادابی — ز ریل و تارِ دریا بے توز فرف ها و فرفه ها

بہر منزل یکے محفل نه بر شکل غمے در دل — نه رہرو ہست پا در گل بمیدانها و معبرها

چه کوہستان و برفستان چه خارستانِ بے آبان — شده چون گلشنِ خندان ہمه بحر و ہمه برها

ببین بازار و برزن را ببین گلزار و گلشن را — ببین طنّاز ہر تن را ببین سرو و صنوبرها

باعجازِ بنِ مریم همه دار الشفا محکم
نگر بر پوسٹ آفس هم چه آمد قاصدِ همدم
بفوٹو صُنعِ مانی کن دو صد از رنگِ ثانی کن
زیک سنگر مشیں حاصل بیک دم خلعتِ کامل
هم از بائیسکل دانی رواں تختِ سلیمانی
شد از جامه فراوانی بزنگار نگ ارزانی
بکارِ چاپ هم بنگر طلسمے آمده در بر
خوری گر برف در گرما بیابی لذتِ سرما
بهٔ بخششِ طالبِ علماں وظائف هاے پُرساماں
باین نعماے بے پایاں که پُرشد هند را داماں
چنیں عام ست علم وفن که یونان ست هر مسکن
بچرخِ انگلشی روشن چنیں خورشید علم وفن
سحابے خواست از لندن که دُر بارید بر گلشن
باین نعماے گوناگوں کسے بدعهد باشد چوں
مسلماناں ازیں خرّم که این خیلِ بنِ مریم
مخالف گر بدے حاکم نبا بودے بسے ظالم
مسلماناں بریں یکسر که مارا ابد کوئین مادر

دوا اثنار بر عالم چه بے زرها چه بے زرها
چو غیبی هاتفے هر دم که نامه بر کبوترها
نگار و نقش دانی کن بصورتها و پیکرها
بحفظِ وقت شو عامل به بیں بر واچ و بر پرها
به راکب مرکبِ آنی به محورها و چنبرها
نگر سامانِ سلطانی ز افسر تا به بسترها
ز هر علم و هنر یکسر کتب آمد بهر درها
پے هر در دو صد دریاں چو بارشها و اخگرها
به پنشن گنجِ بے پایاں بو قسمت بچاکرها
ز تعلیم ست دیگر جاں بجسمِ بے هنرورها
چو لقمان ست هر بُرفن بدانشها و جوهرها
که روز و شب کند روشن دل و چشمِ مکدّرها
ز هر یک بابِ علم وفن بنا بنمود مصدرها
سراید منتِ بیچوں بهر لبها و حنجرها
بماشد حاکمِ همدم بشان و شوکت و فرها
ز صدقِ ما خدا عالم که چشمِ ما منوّرها
ز صد مادر پدر خوشتر به شفقت فخرِ مادرها

پس این فرزند ذی‌شانش بقوم هست سلطانش | مسلمانان با یوانش کمر بسته بجا کرها

دوم فرزند آن مادر که اینجا آمده خوشتر | براهش چشم و سر یکسر که بوی او چو عنبرها

شمار فیض برطانی برون از حد امکانی | ببا د ظل یزدانی بفرق ما چو مغفرها

بود تا گردش دوران مه و مهر ند تا رخشان | شکن در طرهٔ خوبان بغمزه چشم عبهرها

مبارکباد این عشرت بود پیوسته این حشمت | بملک هند این دولت بماند تا به محشرها

بیا ساقی بیک خندان گرامی نظم را برخوان | که تا شادان شود سلطان هم از قانون مزمرها

بچرخ کاغذم بنگر بمهر منیم بنگر
سطور کهکشان بنگر نقاطش همچو اخترها

مہرِ افلاکِ شرف صدرِ الطاف و عطا　مخزنِ حلم و سخا عادل و رشکِ فغفور
خسروِ عالم و سلطانِ عدالت گستر　عادل و شاہِ زمان دادِ دہِ کل اُمور

در صفتِ غیر منقوط

دِرد اس اسمِ مُعلّیٰ کا اگر ہو ہر دم　دل کو آرام ہوا اور روح کو حاصل ہو سرور
ق
ہو مُرادِ دلِ مہموم و مکدّر حاصل　صدمہ و درد و ملال و الم و وہم ہو دُور

طاقِ کسریٰ سے ہے برتر کہیں سُلطان خانہ　گر کہوں قصرِ فریدون اوسے ثابت ہو قصور
مرتفع عرشِ معلّےٰ سے ہے کُرسی اوس کی　اطلسِ چرخ ہی ہے گرد وہ فرشِ پُر نور
آئینہ مہر کا ہے روزنِ دیوار سے ماند　آنکھیں حورون کی جہپک جاتی ہیں چشمِ بد دور
تیغِ بُرّان و جہان سوز ہے وہ زیبِ کمر　جسکی توصیف اگر ہو شعرا کو منظور
بند ہو جائیں دم۔ اور سلسلۂ نظم ہو قطع　عمر کٹ جائے نہو وصف بر شش کا مسطور
ہین وہ اصطبلِ فلک جاہ مین شبدیز و کمیت　غرب و شرق ایک قدم بھی نہین ہین جنکی حضور
گرو ہی ابلقِ ایام دمِ جست و خرام　رہتی ہے برق و صبا ہم قدمی سے معذور
جائے خون جسم مین صانع نے بھرا ہے سیماب　دم رفتار او نہین گر پائے کوئی کیا مقدور
گلشنِ خلدِ برین کا ہے نمونہ اصطبل　رشکِ غلمان تو ہین سائیس فرش غیرتِ حور
عاؔلم اب روک لے شبدیزِ قلم اپنا تو　کر سکے مدحِ شہنشاہ۔ ترا کیا مقدور
جبتلک خلق مین ہے بارشِ بارانِ کرم　جبتلک ہین مہ و خورشید الٰہی پُر نور
جبتلک عالمِ ایجاد مین ساکن ہے زمین　جبتلک چرخ مین ہے یہ فلکِ ہفت قصور

قصیده

در تهنیت جلوس میمنت مانوس جشن تاجپوشی بادشاهِ کیوان بارگاه
ملکِ معظم سلطانِ مفخم حضور ایڈورڈ هفتم قیصرِ هندوستان
خلد الله ملکه و اقباله و سلطنته
من نتائج طبع منشی منموهن دیال صاحب المتخلص به ظهیر خلف اصغر جناب منشی
راے دین دیال صاحب انریری مجسٹریٹ لکھنو

سپیده که شهنشاهِ کشورِ خاور بزرمگاهِ شفق برکشد نشانِ ظفر
شود زپرتوِ نورش سیاهیٔ شب دور نهند اختر و ماهِ منیر رو به هدر
زفیضِ عام و نوالش گرفته بهرهٔ نور زخار غنچه برآید شمیم از گل تر
نسیم صبح نماید زغنچه روے شگرف کند بروزازان شکل سوسن و عبهر
هواے باغ معطر ز بوے گل باشد صبا نه نکهتِ گل رشک صندل و عنبر
زباده مست بود چشمِ نرگسِ شهلا نهاده لاله بکف جامِ قرقفِ احمر
ترنج در چو زلیخا انارِ عرض دهد صبا چو یوسفِ گل را برآورد بغرر
زوصل لعبتِ گل عندلیب زار شود بشوق مستی و شوخی و ذوق رامشگر
چنار و لاله و نسرین و ضیمران و سمن زنقشبندی کلکِ قضا دهند خبر

بحلم کوه وقار و بجود ابر محیط
بزور پیل دمان و برزم شیر ببر

بآب خنجر و صمصام برق خرمن سوز
به تیر کوه شگاف و به تیغ اژدر در

ملک جناب ظفر انتساب و ماه رکاب
جهان نواز فلک رتبه و پناه بشر

خدیو عالم و فرمان روای هفت اقلیم
جهان ستان و جهاندار و هم جهان پرور

سپهر شوکت و رفعت یم سخا و کرم
شه زمانه و صاحبقران و خوش اختر

جهان ستان شه ایدورڈ هفتم ذیجاه
که جان نصفت و عدل است و کان سطوت و فر

چو جلوه بر سر اورنگ سلطنت فرمود
فلک نهاده بکف بهر نذر و درهم خور

بلند نعرهٔ شادی شد از ملائک و انس
که ظل نور خدا و وحید نوع بشر

گرفته برٹن و هندوستان بحفظ خودش
زمان بخلق معین گشت و بخت شد یاور

بگوش هوش شنیدم چو این صدای طرب
زبان کشادم و گفتم که ای شه صفدر

وجود پاک تو بهر جهانیان مغتنم
بلطف حق ید گوهر فشان تو مظهر

گرفته مهر صفا از ضمیر پر تنویر
شده ز جوهر تیغت خوش آب لعل و گهر

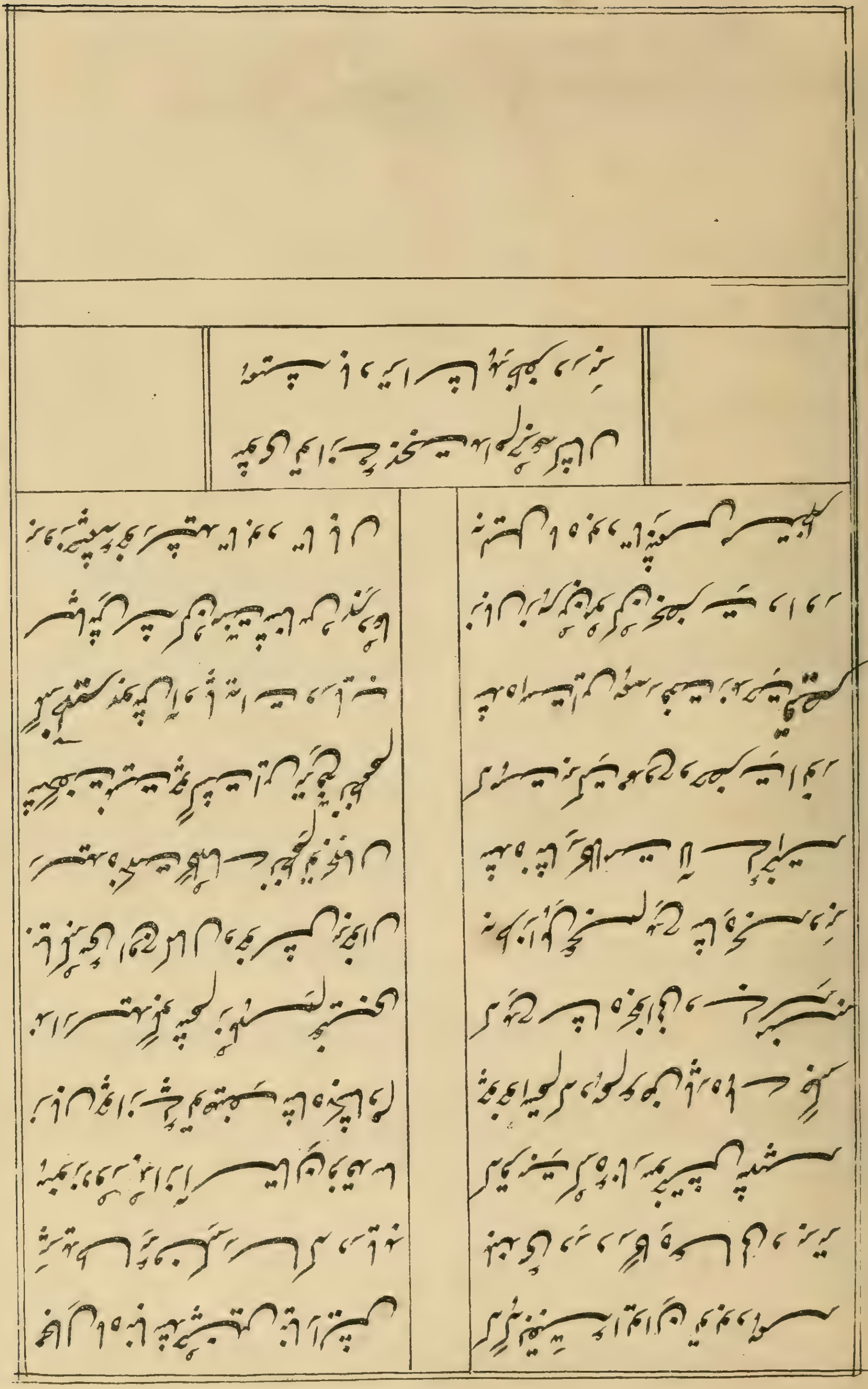
فنون نغز و علوم بلیغ رائج وقت
بیمن عهد تو گشتند شاد دین پرور

بعهد معدلتت مرز و بوم هندستان
سبق ربوده ز یونان بعلم و فضل و هنر

بدور عدل تو نازند جن و انس و ملک
بعهد فرخ نوشیروان چو پیغمبر

ز خوان جود تو بد زله خوار حاتم طے
بحر فیض تو چون قطرهٔ سحاب مطر

شود سنان تو تاره بقتل او نازل
پری و جن که ز حکم تو گاه پیچد سر



قصیدہ در مدح و تہنیت دربار جشن تاجپوشی عالیجناب معلّی القاب گردون رکاب
تاج بخش مملکت مہر سپہر سلطنت اوسان جشن شہریاری سُرمہ حشم کامگاری حضور اقدس
ہِز مجسٹی ایڈورڈ ہفتم شاہ عالم پناہ شہنشاہ ہند و گریٹ برٹن دام اقبالہٗ و سلطنتہٗ
از تصنیف منشی پیارے لعل صاحب رونق دہلوی مصنف دیوان رونق تلمیذ مولانا راسخ

گر عروسِ فکرِ رنگیں مُنہ سے سرکا دے نقاب — آسماں سے اشرفی کر دے نچھاور آفتاب
جوہرِ مضموں و معنی پر فدا ہوں اہلِ دید — شاہدِ حُسنِ بیاں کی مَیں اگر کھولوں نقاب
تختہ تختہ طعنہ زن ہو خالِ رُوئے یار پر — بڑھ کے دے بیتِ ہلالی بیتِ آبرو کا جواب
دیکھ پائے اگر بہارِ جانفزائے باغِ نظم — رُوئے جاناں ہر ورق سے مانگ لے رنگِ گلاب
مَیں اگر لکھوں مسلسل وصفِ گیسوئے بتاں — بالِ سنبل کھول ڈالے ہو کے وقفِ پیچ و تاب
یاد آجائے تبسّم گر کسی کا باغ میں — غنچہ غنچہ دے چٹک کر خندۂ گُل کا جواب
دَور دَورا دیکھ کر محفل میں چشمِ مست کا — بیخودی سے رات دن کھایا کرے چکّر شراب
گر دکھاؤں آج حُسنِ باغِ عالم کی بہار — آسمانِ پیر کا پھر عود کر آئے شباب
وصفِ لعلِ لب میں گر خامہ دکھائے شوخیاں — صفحۂ کاغذ ہو رشکِ رنگِ یاقوت و شہاب
دیکھ لے بزمِ مسرت میں اگر ساقی کی آنکھ — چرخ سے اُترے زمیں پر لیکے ساغر آفتاب
کیا عجب ہے تو عروسِ فکرِ رنگیں کے لئے — گوہرِ انجم فلک سے آج برسائے سحاب
کچھ نہیں ہے دُور زورِ نامیہ سے اندنوں — ریگ کے بدلے بیاباں میں نکل آئے گُلاب
چل رہی ہے ہند میں اب وہ ہوائے جانفزا — خطہ خطہ بنگیا ہے باغِ جنت کا جواب

فرط سے جوشِ بہاراں کے تعجب کیا اگر ۔۔۔ طائرِ گلزارِ ابراہیم ہو مرغِ کباب

وہ دکھایا ہے جہاں میں دورِ دورِ عیش نے ۔۔۔ غمکدوں میں چار جانب ہے مسرت باریاب

حالِ مدہوشی ہے اور قالِ ساقی مے بیا ۔۔۔ آج بزمِ عیش میں صوفی ہیں خود مستِ شراب

ہے عجب نشو و نمائے موسمِ گُل کا اثر ۔۔۔ جھڑتے ہیں شاخِ حنا و سرو سے برگِ گلاب

موجۂ بادِ بہاری کا ہے وہ دورِ سرور ۔۔۔ موجِ دریا موجِ مے ہے - جام ہے جامِ حباب

ہے عمل وہ سطوتِ شاہنشہی کا ان دنوں ۔۔۔ بیضۂ فولاد کو توڑیں تو پیدا ہو عقاب

حُسنِ وصفِ شاہ کی کھینچوں اگر تصویر میں ۔۔۔ شاخِ مرجاں ہو قلم - کاغذ ہو شبہِ آفتاب

ہاں دکھا دے جلوۂ حُسنِ مضامیں کی جھلک ۔۔۔ اے خیالِ شاہدِ رعنا نہ کر مجھ سے حجاب

مدحتِ قیصر میں وہ اک مطلعِ روشن لکھوں ۔۔۔ مطلعِ خورشید جسکے سامنے ہو آب آب

مطلعِ ثانی

وہ بہادر بادشہ وہ قیصرِ شوکت مآب ۔۔۔ ایک عالم مانتا ہے آج اُس کا رعب داب

وہ سرورِ بزمِ عشرت وہ نشاطِ کامِ خلق ۔۔۔ جسکے دورِ عہد میں ہے رشکِ مے ہر موجِ آب

وہ شجاعت بیشہ و زور آور و شیرِ نبرد ۔۔۔ جس کی تیغِ برقِ دم سے دشمنوں کو اضطراب

وہ ثریا منزلت کیواں لقب گردوں عَلَم ۔۔۔ رفعتِ داراب و اسکندر نہیں جس کا جواب

کشورِ گیتی ستاں و کشورِ ہندوستاں ۔۔۔ وہ جنابِ ایڈورڈ ہفتم شہِ گردوں رکاب

تاج بخش و تاجدار و مالکِ صد مملکت ۔۔۔ بادشاہِ ذی حشم والا شیم عالی خطاب

رُوئے عالمتاب پر ہے وہ فروغِ سلطنت ۔۔۔ جسکے جلوہ سے خجل ہے رنگِ رُوئے آفتاب

دیکھکے گر سطوتِ عالی کا یہ جوش و خروش　　غیر ممکن ہَے کہ دریا میں اُٹھائے سر حباب
گر ذرا آئے خیالِ بخشش و جود و کرم　　ہمتِ عالی بَرَس جائے ابھی بَن کر سحاب
عدل میں داد و سخا میں ہَے وہ یکتائے زمن　　حاتم و نوشیرواں کو روبرو جس کے حجاب
حکمت و دانش فلاطوں وارسطو کو سکھائے　　کھول دے فہم و فراست کی اگر دل سے کتاب
اللہ اللہ ہیں یہ دَورِ عیش کی بیداریاں　　بھاگ نکلا خفتگانِ بخت کی آنکھوں سے خواب
وہ درِ عالی جہاں ملتی ہے داد یکساں　　رحم ہَے جس کا اسیروں کے لئے فکِّ رقاب
وہ درِ عالی کہ جس کے پاسباں جمشید و کَے　　وہ درِ عالی جہاں سطوت ہمیشہ باریاب
آسمانِ داد و ہمّت گوہرِ ابرِ سخا　　جسکے بارانِ کرم سے ہَے زمانہ فیضیاب
گر دکھائے اپنا وہ زورِ شجاعت وقتِ رزم　　دَم میں ہو پامال فوجِ دشمن خانہ خراب
گر ذرا اُس کی نگاہِ قہر اُٹھ جائے اُدھر　　زہرہ ہیبت سے ہو مریخِ فلک کا آب آب
دشمنوں پر شہ کے چل جائے جو تیغِ برق دَم　　شعلۂ آتش فشاں سے جلکے ہوں شکلِ کباب
اُف رے ہیبت اپنے دشمن کو وہ للکارے اگر　　تھرتھرا اُٹھے زمیں ہو آسماں کو اضطراب
کس کے ہَے ظلِّ حمایت میں رعیّت کو پناہ　　کس نے لی ہَے ہند کی دستِ سیاست میں طناب
باعثِ رحمِ زمان و موجبِ امنِ جہاں　　انتظامِ مُلکی و مالی میں فرد و انتخاب
مجمعِ علم و عمل عالی نسب والا تبار　　وہ گورنر لارڈ کرزن افسرِ گردوں جناب
شاہِ نور مکرمت کرزن ظہورِ معدلت　　ایک فیضِ بیکراں ہَے ایک لطفِ بیحساب
سی جی واکر ذی ہمم صاحب کمشنر نیکنام　　فیض سے ہَے جن کے کُل دہلی ڈویژن بہرہ یاب

وہ بہادر صاحب ڈپٹی کمشنر ذی وقار — میجر وکیستان ڈگلس جن کا ہے نام وخطاب
رونقِ ہندوستاں رشکِ بہارِ بوستاں — کشت زارِ ہند پر اُن کا کرم ہے اِک سحاب
عدل میں انصاف میں جود وسخا میں داد میں — ہند سے انگلنڈ تک رکھتے نہیں اپنا جواب
ہیں دلِ عشرت طلب کے واسطے جوشِ سرور — موجۂ بادِ بہاری کے لئے کیفِ شراب
زینتِ گلزارِ دہلی تازگی بخشِ جہاں — چشمۂ فیض وکرم بحرِ سخا عالم مآب
مخزنِ فضل وعطا معدنِ علم وہنر — جنکے لطفِ بیکراں سے ہے زمانہ بہرہ یاب
مستفیضوں کے لئے ہر دم صلائے عام ہے — بابِ سلطانی سے ہر اک داد رس ہے کامیاب
مرتبہ میں گو سلاطینِ سلف تھے سربلند — ہو نہیں سکتے کسی صورت مگر شہ کا جواب
جوششِ ابرِ کرم قطرہ کو قلزم کر دکھائے — ہمتِ عالی کے آگے موجِ دریا ہو سراب
وہ چمک ہے تیزیٔ رفتارِ اسپِ شاہ میں — دیکھکر خجلت سے بجلی ہو تڑپ کر آب آب
آبروے شوکت واقبالِ شہ کو دیکھکر — صدقے کر دیتا ہے اِک اِک گام پر موتی سحاب
باعثِ شادابیٔ دل ہے ہوائے انبساط — کھل رہے ہیں عیش وعشرت کے جہاں میں آج باب
گونجتا ہے نغمۂ عشرت سے اب سارا جہاں — ہر طرف دیتے ہیں بانگِ تہنیت چنگ و رباب
جشنِ جمشیدی پہ کیفیت ہے جسکی طعنہ زن — آج ہے دہلی میں جشنِ قیصری وہ لاجواب
صبح گاہے روزِ عشرت دیکھکر سامانِ جشن — صورتِ نورِ سحر شبکو رہے آنکھوں میں خواب
مدحتِ انوارِ شہ کا گر مرقع کھینچ دوں — مانگ نے رُوئے قلم سے روشنائی آفتاب
وہ کریم و دادگستر ہیں گدا حاجت طلب — وہ خداوندِ جہاں ہیں بندہ باحالِ خراب

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قصیدہ

نتیجۂ فکر منشی محمد عاشق علی صاحب خلف
سید شمشیر علی صاحب تلمیذ حضرت راسخ دہلوی

چمن میں گل کھلے ہیں اور ہوا بھی روح پرور ہے
ترانہ تہنیت کا آج بلبل کی زباں پر ہے

کھلے رکھے ہوئے ہیں کیوڑے کے عطرداں ہر سو
مہک پھیلی ہوئی ہے چار سو گلشن معطر ہے

ادب سے سب نہالانِ چمن باندھے ہوئے صف ہیں
پئے تعظیم استادہ ہر اک سرو و صنوبر ہے

نہیں پھولے سماتے غنچہ و گل آج بستاں میں
نسیمِ صبحدم اترائی ہے۔ جامہ سے باہر ہے

مسرت کچھ نہیں موقوف گلشن پر کہ عالم میں
چلی ہے کچھ ہوا ایسی کہ جشنِ عیش گھر گھر ہے

نگاہِ لطف رکھتا ہے زمانہ جور کے بدلے
جوابِ مرہم زنگار گویا چرخِ اخضر ہے

بہم بلبل سے گل ہے۔ شمع پروانہ سے ملتی ہے
نہ غم ہے شامِ فرقت کا۔ نہ روزِ ہجر کا ڈر ہے

کھلا ہے بابِ میخانہ ہوائیں سرد چلتی ہیں
شرابِ ارغواں سے پر سبو ہے۔ خم ہے۔ ساغر ہے

طبیعت جسکی چاہے خوب جی بھر کر پیئے۔ آئے
صدا یہ دمبدم ہر ساقئ گلرو کے لب پر ہے

مزا اس دورِ عشرت میں نیا اک اور دیکھا ہے
کہ دستِ شیخ میں تسبیح کی جا۔ مے کا ساغر ہے

سرِ کوثر لگی ہے بھیڑ۔ غل ہو حق کا ہوتا ہے
غلط ہے شور کب رندوں کا میخانہ کے در پر ہے

مجھے بھی فکر یارب کیا سبب اس عیش و عشرت کا
کہ رنگِ آفاق کا بدلا ہے جشنِ عام گھر گھر ہے

کہا خود عیش نے گوشِ مسرت میں مرے جھک کر
کہ جو شاہنشۂ ہندوستاں رشکِ سکندر ہے

جو ہے گردوں رکاب و تاجدار و رفعت دارا
جو حاتم دل ہے۔ رستم رزم ہے اور زور آور ہے

جسے کہتے ہیں عالم میں جناب ایڈورڈ ہفتم — کہ جسکے نام کا شہرہ زمیں پر اور فلک پر ہے

وہ تاجدارِ کشورِ ہندوستاں صد شکر — اُسی کی تاجپوشی کا یہہ جلسہ آج گھر گھر ہے

ٹپکتی ہے مسرّت جو در و دیوار سے ہر سُو — سبب اسکا ہے یہ دہلی میں اب دربارِ قیصر ہے

فرشتے آدمی بَن بَن کے بہرِ سیر پھرتے ہیں — سجا ہر مکاں ایسا کہ جنّت سے بھی بڑھ کر ہے

لگے ہیں اسقدر ہر اک دُکاں میں جھاڑ-آئینے — کہ جنکو دیکھکر جمشید کی بھی رُوح ششدر ہے

رقم میں جوہری بازار کی زینت کروں کیا کیا — یہی ہے مختصر ہر ایک دُکاں کانِ جوہر ہے

یہ فردہ سُنکے لکھا مینے ایسا مطلعِ روشن — زمانہ میں یہ رشکِ مطلعِ خورشیدِ خاور ہے

مطلعِ ثانی

ہے وہ تو مخزنِ فضل و عطا عالم ثنا گر ہے — زہے قسمت ترا ابرِ کرم سب کے سروں پر ہے

لُٹایا ایسا محتاجوں کو تُونے گنجِ سیم و زر — کہ جو کل تک گدا تھا آج عالم میں تونگر ہے

ترے ابرِ کرم نے گُل کھلائے ہیں نئے کیا کیا — کہ شاخِ آہوے صحرا بھی اک شاخِ گُلِ تر ہے

عطا فرمائے ہیں دُر اسقدر تُونے یتیموں کو — جہاں میں بیضۂ عنقا صفت معدوم گوہر ہے

یہ آئینہ دکھاتا ہے تو وہ مسند بچھاتا ہے — سکندر ایک خادم ہے ترا جمشید چاکر ہے

جو دانش میں فلاطوں ہے تو حکمت میں ارسطو ہے — اگر عزّت میں دارا ہے تو قسمت میں سکندر ہے

ترے اسپِ پری پیکر کو میں لکھوں تو کیا لکھوں — ہوا اگر باندھتا ہوں تو ہوا سے بھی فزوں تر ہے

اگر پھرتا ہوا اپنی فوج میں بادِ بہاری ہے — اگر اعدا کے لشکر میں پھرے تو بادِ صرصر ہے

ترے تیغِ شرر دم کی روانی کیا لکھے خامہ — رقم گر برق کرتا ہے تو اس سے بھی یہ بڑھکر ہے

ادھر نکلی نہیں یہ یہاں سی پوری کہ اُس جانب
نہ سرِ دشمن کا دھڑ پر ہی - نہ دھڑ ثابت زمین پر ہے

پلایا شیر اور بکری پر ایک ہی گھاٹ پر پانی
ترے انصاف سے نوشیرواں کے داغ دل پر ہے

تری تیغ سیاست نے مٹایا ظلم عالم سے
دہانِ گربۂ خونخوار میں گنجشک کا گھر ہے

ترا وہ عہد ہے عالم پڑا سکھ نیند سوتا ہے
نہیں ہے کیل کا کھٹکا نہ مطلق چور کا ڈر ہے

نہ کیوں انتظامِ مالی و مُلکی بصد شوکت
کہ دُنیا میں گورنر لارڈ کرزن آج افسر ہے

وہ رعب و داب ہے انکا کہ گردوں تھر تھراتا ہے
ہُوا ہے خوگرِ لطف و کرم اَب جو ستمگر ہے

کہاں تھے ایسے شاہانِ سلف کے منتظم افسر
نہ دارا تیرے ہمسر ہے نہ جم تیرے برابر ہے

فلک کی کب یہ طاقت ہے کہ تیرے حکم کو پھیرے
جو تُو فرمائے بولے کرکے سر کو خم وہ بہتر ہے

زباں کا میرے کیا منہ ہے جو ہو مدحت ادا تیری
زبانہ دل سے ہے مداح - اِک عالم ثنا گر ہے

دُعائے خیر پر اَب ختم کرتا ہوں قصیدہ کو
الٰہی چرخِ زنگاری پر جب تک مہرِ انور ہے

الٰہی بادشہ کا اخترِ نصرت ہو یوں روشن
درخشاں آسماں پر جس طرح ماہِ منور ہے

رہیں جاہ و جلال و عیش و عشرت پیشوائی میں
دُعا عاشق یہی شام و سحر میری زباں پر ہے

ہمیشہ خیر خواہوں کو مسرت دونی حاصل ہو
ذلیل و خوار ہو وہ جسکے دل میں کینہ و شر ہے

مجھے بھی آج عاشق ناز ہے اپنے مقدر پر
کہ مَیں مداح ہوں جس کا وہ شاہِ بندہ پرور ہے

در تهنیت جلوس میمنت مانوس بادشاه کیوان بارگاه انگلستان و قیصر هندستان
ملک معظم ایڈورڈ هفتم خلد الله ملکه و افاض علی العلمین بره و احسانه

صبحدم آمد از گنبد نیلوفری — این چنین صبحی ندیده چشم ماه و مشتری

حبذا صبحی که از فیض نسیم عطربیز — ربع مسکون شد معطر از شمیم عنبری

در جهان فصل ربیعی آمده هر هفت کرد — نونهالان چمن را با ادای دلبری

روح تازه در چمن باد صبا چون در دمید — بالد از جوش نمو هر شاخسار عبهری

از رخ غنچه نسیم شوخ افگنده نقاب — شاهد طناز گل را میسر شد جلوه گری

از وفور سنبل و ریحان و نسرین و سمن — دامن صحرا شده رشک فزای کشمری

صحن بستان غیرت خلخ بود رشک چگل — از نهال سرو و از نوباوهٔ سیسنبری

در چمن صدبرگ دارد دعوی شاهنشهی — کج نهاده بر سرش اکلیل زر جعفری

محو حسنت نرگس عشاق دخت رز بود — لالهٔ نعمان نگر جام شراب احمری

وربنا و آستر هم بینیی در سبزه زار — چون بفرش سبز قالین مشجر گستری

دلربا چون طرهٔ جانان بود لیڈیز فرن — وائولا از خاطر محزون ربوده مضطری

بر سر نوباوگان مرغزار از فرط فرح — چهچهه بلبل زند قمری کند رامشگری

عندلیب خوش نوا بر شاخ گل نغمه زند — با هزاران ناز رقصد در چمن کبک دری

نوجوانان گل اندام اند جای در چمن — در خیابان اند جای لعبتان آذری

لحن داودی سراید گلعذار سیمتن — زمزمه سنج است جای هوشی رشک پری

صبح امروز است هر یکجا نضارت بخش طبع
هر کجا بر طاق در امروز بینی نَے نواز
هست عالم سر بسر محو نشاط و انبساط
چون بنا شد این چنین امروز از لطف خدا
قیصر جم مرتبت شاهنشه گردون جناب
وارث اورنگ ولیم مالک تخت مغل
شاه برٹن قیصر هند و خدیو بوئران
حضرت ایڈورڈ هفتم قیصر والا تبار
آمد آواز هنیاً لک ز اوج آسمان
زمرهٔ سبحان ملائک تهنیت گو آمدند
تحفه هاے نغز آورند شاهان جهان
پیشکش هندوستان کرد ارمغانهاے شگرف
اهل هند و اهل برٹن فرحوا بشریٰ لکم
عید هندو و مسلمان و نصاریٰ شد بهم
باد روزافزون ضیاے این هلال سلطنت
یافت شاهنشاه عالم تخت و تاج و سلطنت
داشته لیکن نشاط و خرمی را نا روا

ختم بر صبح بنارس گو بود خوش منظری
میرساند غلغل بخت بچرخ چنبری
زهره در رقص آمد و شد پاے کوبان مشتری
هست در عالم بپا جشن جلوس قیصری
جم حشم کیوان خدم مهر سپهر برتری
شهریار هفتمے از دوده هینو وری
حامی دین مسیحا مالک خشک و تری
بر سر اقدس نهاد امروز تاج قیصری
بارک الله گفت هر جن و ملک انس و پری
بر چهارم آسمان در حضرت پیغمبری
در حضور شاه از راه عقیدت گستری
هدیهٔ مهر و وفا و تحفهٔ فرمان بری
بخت بیدار شها آمد بروے یاوری
تافته از مطلع مغرب هلال سروری
عالمے را لمعهٔ نورش دهد جلوه گری
از هزار و نه صد و یک بود ماه جنوری
کرد تا یک سال شاهنشه عزاے مادری

بر ہمہ ہندوستاں داری نگاہِ مکرمت
از حضوری گرچہ مہجوریم سے باشد ولے
مہر و اخلاص و وفاے بندگاں با حضرتت
مخزنِ فہم و ذکا باشد دماغِ اقدست
ذاتِ پاکت موردِ الطاف و افضالِ خدا
ہست در منقادِ امرت ہفت اقلیمِ زمیں
چشمِ امیدِ جہاں بر درگہِ والاے تو
جز ہما تا کنگرِ ایوانِ تو نتواں رسید
تیز راندم اشہبِ فکرت بجولانگاہِ مدح
عقلِ کُل عاجز شد و از تگ فرو ماند اشہبم
گر نیاید شرحِ اوصافِ شہنشاہِ زمن
دفترِ اوصافِ تو بحرے است ناپیدا کنار
نغمۂ مدحت چو خواندم گلفشاندم از زباں
عندلیبِ گلشنِ ہندوستانم شہریار
خامۂ جادو نگارم میکند سحرِ حلال
از بیاضِ صبح باشد صفحۂ قرطاسِ من
اصفہانِ ہند باشد خاکِ پاکِ لکھنؤ

از کمالِ عاطفت دائم زما مستخبری
حالِ ما را بر ضمیرِ انورت مستحضری
سدِّ اسکندر بود بہرِ عدوے مفتری
عقلِ فعّال از تو گیرد درسِ دانشوری
فیضِ وجودِ مبدأ فیّاض را تو مظہری
بر سہ روح و چار ارکاں قادری و آمری
عالمے را بر وجودِ پاکِ تو مستنظری
طائرِ طبعم عبث کردہ چنیں بالا پری
ہمرکابم عقلِ اوّل بود بہرِ رہبری
منزلے ہم طے نگشتہ در رہِ مدحتگری
تو گماں ہرگز نہ بر نقصِ کمالِ من بری
زیں سبب در حصرِ اوصافت بود متعذّری
نکہتِ آں گُل نمودہ تازہ روحِ عنصری
اے خوشا بختم اگر لختے بسویم بنگری
مے دمد روحِ نوی در قالبِ نظمِ دری
وز شعاعِ مہرِ انور تارہاے مسطری
طرزِ من باشد عجب نبود چو طرزِ انوری

کرد تفویضم مداد و خامه قسامِ ازل — آن من باشد کمالِ ناظم و ناثری
حیثیتِ نظمم گر فراگیرد جهان را سزد — در دهان دارم زبان چون ذوالفقارِ حیدری
من بدرجِ سینه دارم لعل و گوهر شاهوار — من شوم گوهر فروش و شهریارم مُشتری
می سزد شاها نظر بر گوهرِ نظمم کنی — قدرِ گوهر شاه داند یا بداند جوهری
نذرِ تو شاها نمودم این جواهر پاره ها — تحفهٔ آورده ام در بارگاهِ قیصری
گر قبول افتد زهی عزّ و شرف حاصل بمن — پایهٔ نظمم رسد تا گنبدِ نیلوفری
تا بشب جلوه فروزد ماهِ تابان بر فلک — تا سپر آرای گردون هست شمسِ خاوری
سایه گستر بر تو بادا فضل و لطفِ کردگار — بر سرِ خلقِ خدا دائم عدالت گُستری
طالعِ بیدار احبابِ تو بادا بر عروج — باد بختِ دشمنانت در حضیضِ مُدبری
باد پامالِ حوادث کشتِ آمالِ عدو — باد ملک و دولتت از زحمتِ نقصان بری

عالمی در ظلِّ الطافِ تو بادا بهره ور — ما ز تو تو از حیاتِ جاودانی بَرخوری

مالک

مرزا کاظم حسین صاحب محشر

CORONATION ODES.

COLLECTED,

BY

MIR NASIR ALI

Khan Bahadur.

مطبع صلائے عام - فراش خانہ دہلی - باہتمام محمد سید انتصار علی

DELHI-PRINTED BY SAYED INTISAR ALI, AT THE SALA-I-AM PRESS.